ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) ماہنامہ "مصباح" جولائی ۲۰۰۹ء مطابق رجب ۱۴۳۰ھ

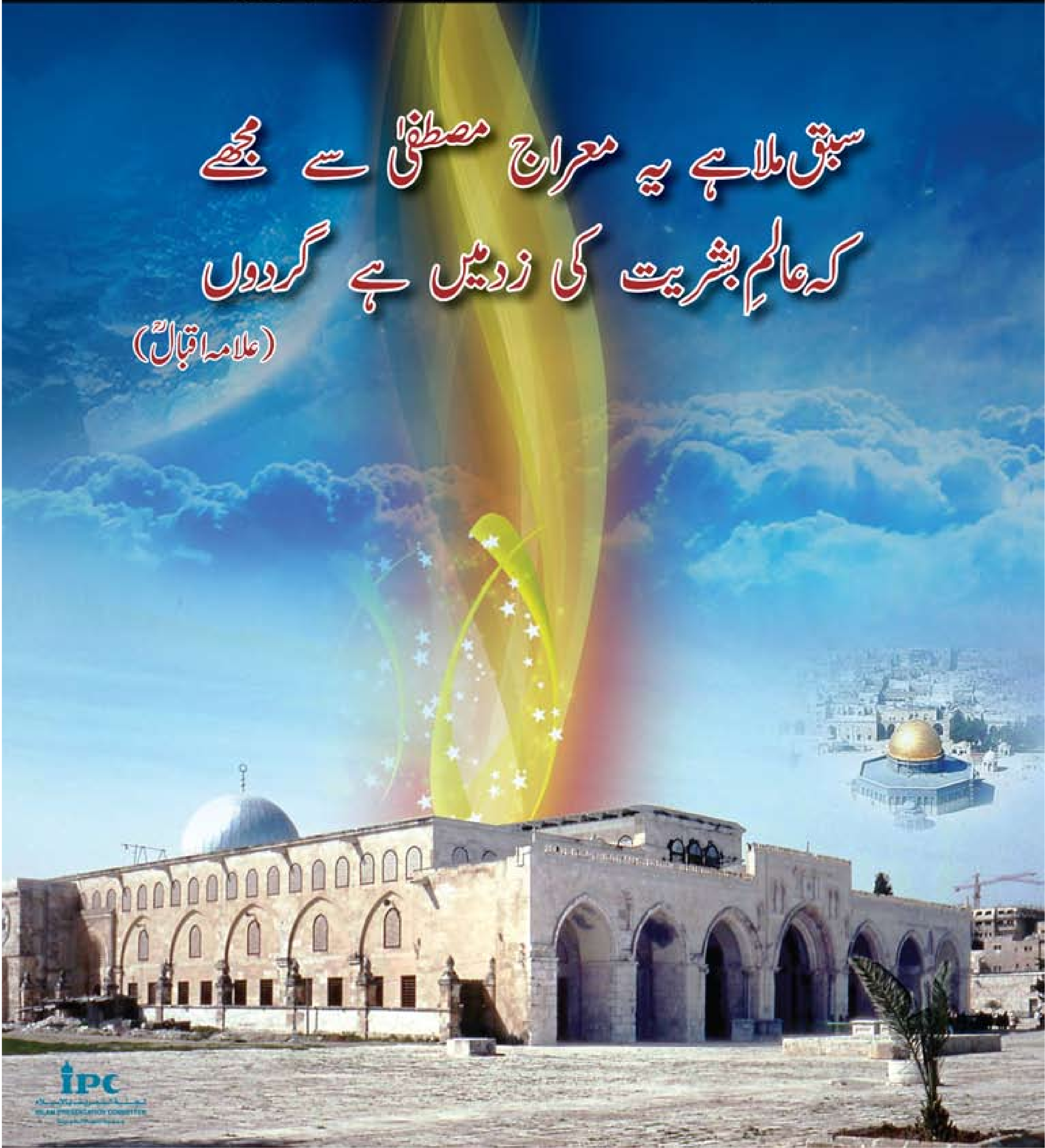

سفر کے آداب

7

اس شمارے میں

تجلیات	عالمی کساد بازاری سے ہم نے کیا سیکھا؟	2
صدائے عرش	انسان کا اصل دشمن	3
آئینۂ رسالت	ایامِ بیض کے روزوں کا فلسفہ	3
دیار غیر میں	مصیبتوں میں پریشان ہونا مومن کی شان نہیں	4
ایمانیات	توکل شاہِ کلید	5
دعوت وحکمت	دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت	6
آداب زندگی	سفر کے آداب	7
ہدایت کی کرنیں	میں مسلمان کیوں ہوا؟	8
متاعِ دل	آرزو...... ہائے کیا چیز ہے آرزو!؟	10
سیرت کے البم سے	معراج النبی ﷺ صحیح احادیث کی روشنی میں	12
اصلاح معاشرہ	جہیز: خاندانی ادارے کے لیے عظیم چیلنج	15
نکہتِ گل		16
فقہ وفتاوئی		17
خبر ونظر	عالمی خبریں	18
باغیچۂ اطفال	اللہ کے نام سے	19
روداد چمن		20

❖ كلمة العدد (ماذا تعلمنا من الأزمات والآفات) ❖ عدو الإنسان
❖ صيام أيام البيض ❖ رسالة إلى الوافد ❖ التوكل ❖ التخطيط فى الدعوة (سلسلة)
❖ آداب السفر ❖ لماذا أسلمت ❖ الآمال و الأماني ❖ معراج النبي صلى الله عليه وسلم فى ضوء الأحاديث ❖
بماذا تجهز ابنتك (إصلاح المجتمع) ❖ أوراق ذهبية ❖ فتاوى شرعية ❖ أخبار العالم الإسلامي
❖ دوحة الأطفال ❖ أخبار اللجنة ❖ ساحة الشعر

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

ماہنامہ مصباح

ماہنامہ ''مصباح'' جولائی ۲۰۰۹ء مطابق رجب ۱۴۳۰ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمٰن
محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمٰن جامعی

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین
www.zukhruf.net, Tel.99993072

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

”پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے
گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے
دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے “۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔۱)

شیخ حبیب الرحمن جامعی (کویت)

انسان کا اصل دشمن

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (سورہ فاطر ۶)

ترجمہ : ''شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم اسے دشمن جانو وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں''۔ (فاطر ۶)

تشریح: اس دنیا میں ہر آدمی اپنے دشمن سے محتاط رہتا ہے اور اس کے مکر وفریب سے بچنے کی بال بال کوشش کرتا ہے لیکن صد حیف اکثر لوگ اپنے حقیقی دشمن کو پہچان نہیں رہے ہیں، اگر پہچانتے ہوتے تو اس کے فریب سے ضرور بچتے۔ اللہ تعالی نے مذکورہ آیت میں ہمیں اپنے حقیقی دشمن سے آگاہ کر دیا ہے، انسان کا حقیقی دشمن انسان نہیں بلکہ شیطان ہے۔ روز اول سے انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے جو انسان کو نہایت منظم انداز میں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے اولادِ آدم کو متعدد آیات میں اس کے شر سے آگاہ کیا ہے سورہ بقرہ میں اللہ تعالی نے فرمایا: ''شیطان تمہیں فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے'' (البقرہ ۲۶۸) دوسری جگہ فرمایا: شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے'' (یوسف ۵)

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: شیطان تمہارے ہر کام میں پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ کھانے میں بھی، لہذا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا لے اور اس میں کچھ لگے تو اس کو دور کر دے پھر کھا لے، اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس دانے میں برکت ہے'' (مسلم)

شیطان کو انسان سے اس قدر دشمنی ہے کہ وہ اسے کھانے کے وقت بھی نہیں چھوڑتا اور اس کی برکت کو ختم کرنے کے لیے کھانے میں شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں تو شیطان انسان کے ہر عمل میں دخل دیتا ہے لیکن اس کا سب سے بڑا ہدف میاں بیوی کے بیچ تفریق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابلیس اپنا عرش پانی کے اوپر رکھتا ہے پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے) اپنے لشکر کو بھیجتا ہے، ان میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے (اس کے کارندے آکر اپنی اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں) اُن میں کا ہر کوئی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا ہے وہ کیا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا لیکن جب کوئی آکر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی پیدا کر دی تو ابلیس اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: ''ہاں! تم نے کام کیا ہے''۔ (مسلم)

جب بات یہ ٹھہری کہ دنیا میں ہمارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے تو ہم کیوں نہ اس سے بچنے کے اسباب اختیار کرتے؟ ظاہر ہے اس کے شر سے بچنے کا طریقہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہم شریعت کی پابندی کریں، اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں، اللہ کی جناب میں ہمیشہ شیطان کے شر سے پناہ مانگیں۔

ایامِ بیض کے روزوں کا فلسفہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ.

(متفق علیہ)

ترجمہ : ''ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے''۔

تشریح : اس حدیث سے پتہ یہ چلا کہ ہر مہینے تین روزے رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے مترادف ہے، ان تین دنوں کی مزید وضاحت دیگر احادیث میں ایام بیض کے روزوں سے ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے تین اصحاب حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنھم کو وصیت کی کہ ایام بیض یعنی قمری مہینے کی ہر ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ رکھا کریں۔

ایام بیض کے روزے خواہشات کو دبانے اور ذہنی سکون لانے میں کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمیں سائنس دانوں کی تحقیق سے ملتا ہے۔ آج سائنس نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ جب چاند اپنے اوج کمال کو پہنچتا ہے جو کہ ایام بیض کی مدت ہے تو اس مدت میں انسانی جسم بھی اس سے متاثر ہوتا ہے، چنانچہ دیگر ایام کی بہ نسبت ان دنوں انسان کے اندر جذباتیت آجاتی ہے، اشتعال انگیزی پیدا ہو جاتی ہے، خواہشات میں ابال آنے لگتا ہے اور جرائم وحوادث کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اسی مدت میں یعنی ۱۳/۱۴/۱۵ کو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے روزے کا فارمولہ پیش کیا اور ہم جانتے ہیں کہ روزہ انسانی جذبات کو کنٹرول میں رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس حیثیت سے ایام بیض کے روزے آج ہمارے لیے معجزہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد علی البار نے اپنے ویب سائٹ www.khayma.com پر ایک امریکی ماہر علم نفسیات ڈاکٹر لیبر کا قول نقل کیا ہے کہ ''چاند کے اوج کمال پر پہنچنے اور تشددانہ کاروائیوں میں اضافہ ہونے کے بیچ گہرا ربط وتعلق ہے، ان دنوں نشہ آور اشیاء کے رسیا، جرائم پیشہ افراد اور تشدد پسندوں کی تخریبی کاروائیوں میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ وہ دماغی اور عقلی سنجیدگی سے عاری ہو جاتے ہیں''۔

نیز سروے سے حاصل شدہ بیانات، شفاخانوں میں واردات کے دفاتر اور پولیس چوکیوں کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر جرائم اور ایکسیڈنٹس ایام بیض میں رونما ہوتے ہیں۔ نفسیاتی پریشانیوں کے شکار اور عمر رسیدہ مرد وخواتین بھی ان دنوں میں زیادہ متاثر ہوتے ہیں اسی طرح وقوع طلاق اور بڑے بڑے جھگڑوں کا تناسب ان دنوں میں بڑھ جاتا ہے۔ یہیں پر ہمیں ایام بیض کے روزوں میں معجزہ نبوی کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان دنوں کے روزے کا حکم دے کر در اصل اس تشدد پسندی، اشتعال انگیزی اور جنسی ابال کا علاج فرمایا جو ان دنوں انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ گویا ایام بیض کے روزے جہاں باعث اجر وثواب ہیں وہیں بچاؤ کا ذریعہ ہیں اور باعث سعادت اور صحت وعافیت ہیں۔

عالمی کساد بازاری سے ہم نے کیا سیکھا؟

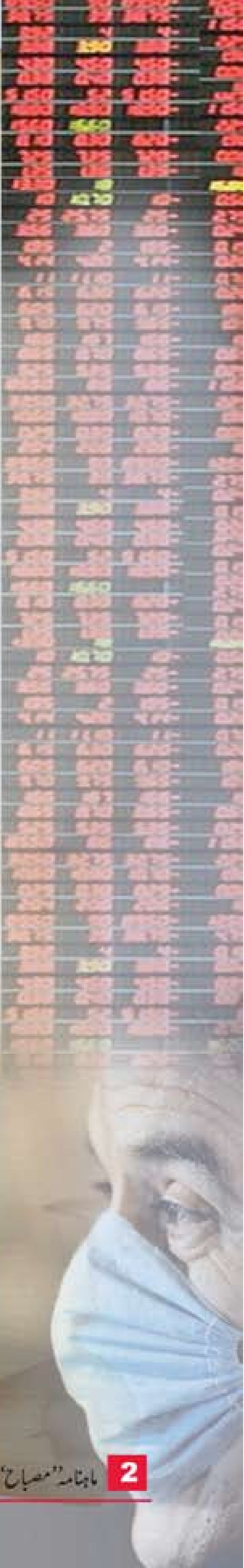

کئی مہینوں سے پوری دنیا عالمی کساد بازاری سے جوجھ رہی ہے، آئے دن عالمی اقتصادی منڈیاں اور مالیاتی ادارے دیوالیہ ہو رہے ہیں، بے روزگاری میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، کمپنیاں ملازمین کی تنخواہوں میں کمی لا رہی ہیں، بے روزگار در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، یہ حال کسی ایک ملک کا نہیں بلکہ تقریباً سارے ممالک کا ہے۔ بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں بے روزگاروں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔

ابھی دنیا اقتصادی بحران سے پریشان ہی تھی کہ پچھلے دنوں عالمی سطح پر ایک نئی بیماری منظر عام پر آئی ہے جسے سوائن فلو یعنی خنزیر فلو کا نام دیا گیا ہے، اس کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ یہ بیماری عالمی بیماریوں کی فہرست میں آچکی ہے، اس بیماری پر قابو پانے اور اسکے علاج کی تشخیص میں خطیر رقم درکار ہے ظاہر ہے اس سے اقتصادی بحران میں مزید اضافہ ہوگا۔

جب ہم کرۂ ارضی پر رونما ہونے والے اس طرح کے واقعات پر شرعی ناحیہ سے غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب انسان اللہ کے احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے من مانی زندگی گزارنے لگتا ہے تو اللہ تعالی الٹی میٹم کے طور پر اس طرح کی آفتیں اُتارتا ہے تاکہ انسان اپنے معاملات کو درست کرلے اور اپنے خالق و مالک کا تابعدار بن جائے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: وَمَا نُرْسِلُ بِالآيَاتِ إِلاَّ تَخْوِيفاً ''ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں'' اور سورہ شوری میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ: ''تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے اور بہت سے گناہ تو معاف ہی فرما دیتا ہے''۔

اس نکتے کی مزید وضاحت سنن ابن ماجہ کتاب الفتن کی مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے جماعتِ مہاجرین! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو، اور اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں اس سے کہ تم اُن میں مبتلا ہو (آگے اُن پانچ باتوں کا بیان ہو رہا ہے) جب کسی قوم میں علانیہ فسق وفجور ہونے لگتا ہے جیسے زنا شراب وغیرہ تو اُن میں طاعون آتا ہے یعنی وبا اور ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اگلے لوگوں میں وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوتی تھیں (بطور مثال ہم سوائن فلو کو دیکھ سکتے ہیں گویا یہ اعلانیہ زنا اور فسق وفجور کا نتیجہ ہے) اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان پر قحط اُترتا ہے اور سخت مصیبت نازل ہوتی ہے اور بادشاہِ وقت اُن پر ظلم کرتا ہے۔ اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکاۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالی اُن پر بارش کو روک دیتا ہے اور اگر دنیا میں چوپائے (جیسے گائے، بکری، بیل، گدھے، خچر، اونٹ وغیرہ) نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی (یعنی انسانوں کے اعمال کی سزا کے طور پر بارش روک لی جاتی تاہم چوپایوں کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالی آسمان سے بارش برساتا ہے) اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کی عہد شکنی کرتی ہے (یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی حدیث پر عمل نہیں کرتی تو اللہ تعالی اُن پر ایک دشمن مسلط کرتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا اور وہ ان کے بعض اس مال کو جو انکے ہاتھ میں ہے چھین لیتا ہے۔ اور جب مسلمان حاکم اللہ تعالی کے قانون پر نہیں چلتے اور اللہ تعالی نے جو اُتارا ہے اُسے اختیار نہیں کرتے بلکہ اپنے خود ساختہ قانون پر چلتے ہیں (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ اسلام محض عبادات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے) تو اللہ تعالی اُن کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

جب بات یہ ٹھہری کہ قدرتی آفات کا نزول احکام الٰہی کو پامال کرنے کا نتیجہ ہے اور آج ہم جس عالمی اقتصادی بحران سے دوچار ہیں 'سودی کاروبار اور سرمایہ دارانہ نظام کی دین ہے تو ہمیں ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچنا ہے کہ ہم نے بحیثیت مسلمان اس قدرتی آفت سے کیا سبق سیکھا؟ اجتماعی شکل میں بھی ہمیں فعال اور متحرک ہونے کی ضرورت تھی اور انفرادی شکل میں بھی۔ اجتماعی شکل میں یوں کہ اسلامی ماہرین اقتصادیات اسلام کے مالیاتی نظام کو پیاسی دنیا کے سامنے پیش کرتے جس کا مطالبہ غیر مسلم دنیا ایک عرصہ سے کر رہی ہے۔ اور انفرادی شکل میں یوں کہ ہم اس الٹی میٹم سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے پیسے بنک کے انٹرسٹ سے پاک وصاف کر لیتے۔ لیکن افسوس کہ دونوں جگہ ہمیں مایوسی ہی نظر آرہی ہے ہاں اسی احساس کے تئیں پچھلے دنوں ہندوستان کے اسلامی ماہرین اقتصادیات اور دینی مدارس کے ذمہ داران کی ایک دوروزہ ورک شاپ جامعہ ہمدرد نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس میں مدارس کے نصاب میں اسلامی معاشیات اور بنکنگ کی تعلیم شامل کرنے کی گنجائش اور طریقہ کار پر غور کیا گیا یہ ایک خوش آئند اقدام ہے اللہ کرے پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ ایک خوش آئند خبر یہ بھی ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں ۳۰۰ سے زیادہ اسلامی بنک اور مالیاتی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں عالمی سطح پر منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اقتصادی بحران کے اس دور میں اگر اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ نہ دیا گیا تو شاید دعوت دین اور فروغ اسلام کا زریں موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

پھر انفرادی سطح پر بھی ہمیں اپنے پیسوں کا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے، آج تک ہماری اکثریت سودی بنکوں کے فوائد لیتی آرہی ہے، دس سال اور پانچ سال تک کے لیے فکس ڈپازٹ کو ہم نے بدستور جاری رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالی نے آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے کہہ دیا تھا کہ ''اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات وخیرات کو بڑھاتا ہے'' پھر ہم اپنی پیشانی کی آنکھوں سے سودی کاروبار کا انجام بھی دیکھ رہے ہیں کہ اربوں کے مالک گھنٹوں میں قلاش بن گئے۔ اگر اب بھی ہم اس الٹی میٹم سے عبرت حاصل نہ کریں تو اس کا انجام شاید بہت بُرا ہوگا۔

توکل شاہ کلید

ابوعبداللہ تیمی

اپنے تمام معاملات میں خواہ ان کا تعلق حصول منفعت سے ہو یا دفع مضرت سے اللہ تعالیٰ پر بالکلیہ اعتماد اور بھروسہ کرنے کا نام توکل ہے۔

مومن صادق اپنے سارے معاملات میں محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب میں بے شمار جگہوں پر توکل کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ''اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیے رہیئے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والا''۔ (الاحزاب ۴۸)

اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اس ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جسے کبھی موت نہیں'' ۔(الفرقان ۵۸) آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم انسان پر توکل مت کرو، انسان سے امیدیں مت باندھو کیونکہ وہ فانی ہے' اس ذات سے تعلق مضبوط کرو جو ہمیشہ رہنے والی ہے' جسے کبھی موت نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ توکل کو صحت ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا'' اگر تم مومن ہو تو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو''۔ (المائدہ ۲۳)

حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بندے کا تعلق اپنے رب سے اس طرح ہونا چاہیے جیسا تعلق ایک شیر خوار بچے کا ماں کی چھاتی سے ہوتا ہے، کہ وہ دنیا میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔ بھوک کا احساس ہوا فوراً ماں کی گود سے چمٹ گیا۔ یہی حال بندہ مومن کا ہونا چاہیے کہ ہر تکلیف اور پریشانی میں محض اللہ رب العالمین سے لو لگائے ، اسی کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھے۔

اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد ، اسکی طرف اپنے معاملات کی سپردگی، اور قلوب واذہان کا اس سے متعلق ہونا یہ وہ عظیم اسباب ہیں جن سے مطلوب حاصل ہوتا ہے اور تمنائیں بر آتی ہیں، اور جس قدر توکل کا مفہوم دل میں پیوست ہوتا ہے اسی تناسب سے نتائج بھی سامنے آتے ہیں۔

آج ہمارے سارے مسائل کا حل توکل میں ہے، توکل ہمارے سارے اختلافات کو ختم کر دیتا ہے، توکل عروج وترقی کی کنجی ہے، توکل سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے''۔ (الطلاق ۳)

توکل ہر انسان سے مطلوب ہے چاہے مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد نبوی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت خشوع وخضوع سے لمبی لمبی نمازیں پڑھ رہا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے لڑکے سے پوچھا: ''تمہارے ابو کا نام کیا ہے؟'' لڑکے نے جواب دیا: ''میں یتیم ہوں، میرے ماں باپ دونوں فوت پا چکے ہیں''۔ اس آدمی نے کہا: '' کیا تم مجھے اپنا باپ بنا سکتے ہو؟'' لڑکے نے کہا: ''اگر میں بھوکا ہوں تو کھانا کھلائیں گے؟'' اس آدمی نے کہا: ہاں۔ لڑکے نے کہا: ''اگر میں ننگا ہوں تو کپڑے پہنائیں گے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ لڑکے نے کہا: ''اگر میں بیمار پڑوں تو مجھے شفا دیں گے؟'' اس آدمی نے کہا: ''یہ تو میرے اختیار میں نہیں ہے''۔ لڑکے نے کہا: ''اگر میں مر جاؤں تو مجھے زندہ کر دیں گے؟'' اس آدمی نے کہا: ''یہ اختیار تو مخلوق میں کسی کو حاصل نہیں''۔

تب لڑکے نے جواب دیا: ''تو پھر مجھے بھروسہ کرنے دیجئے اس ذات پر جس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہی مجھے ہدایت دے گا، جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، بیمار پڑوں تو شفا دیتا ہے، اور جس کی ذات سے مجھے پوری امید ہے کہ کل قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے گا''۔ توکل کے پیکر لڑکے کا یہ جواب سن کر اس آدمی نے کہا: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَا ۔ ''میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا' جس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے''۔

اللہ والے رزق کے معاملہ میں کلی طور پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے تھے۔ تب ہی تو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ غزوہ تبوک کے موقع سے گھر کا سارا اثاثہ لاکر کاشانۂ نبوت میں ڈال دیتے ہیں اور جب پوچھا جاتا ہے کہ ''اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟'' تو جواب دیتے ہیں ''اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں''۔

کسی اللہ والے مجاہد کی بیوی سے ایک شخص نے کہا: ''تیرے شوہر کے جانے کے بعد تم اپنے اور اپنے بچوں کے لیے کہاں سے لقمۂ زندگی حاصل کر سکو گی؟''

اس مومنہ خاتون نے پورے یقین کے ساتھ جواب دیا: ''جب سے میں نے اُن سے شادی کی ہے' اور اُن سے پہچان ہوئی ہے' تب سے میں نے انہیں کھانے والا ہی پایا ہے، رزق دینے والا نہیں پایا اگر کھانے والا چلا گیا تو رزق دینے والا بہرحال باقی ہے''۔

گزشتہ سطور سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ نہ پیدا ہونے پائے کہ توکل ترکِ اسباب کا نام ہے' نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ اسباب کا اختیار کرنا عین توکل ہے۔ سنن ترمذی کی روایت ہے ایک شخص اونٹنی پر سوار ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا' اور آپ ﷺ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں اسے باندھ دوں اور اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں' پھر اللہ پر توکل کروں؟'' آپ نے فرمایا: ''اسے باندھ دو پھر اللہ پر توکل کرو''۔

پتہ یہ چلا کہ کوشش نہ کرنا اور اسباب اختیار کیے بغیر توکل کا دعویٰ کرنا شریعت کے منافی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلاتا جیسے پرندوں کو کھلاتا ہے کہ صبح سویرے اپنے گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام میں پیٹ بھر کر آجاتے ہیں'' (ترمذی)

اس حدیث پر ذرا غور کیجیے! اللہ تعالیٰ پرندے کو کب کھلاتا ہے؟ جب وہ اپنے گھونسلے سے نکلتا ہے، روزی کی تلاش کرتا ہے، مختلف جگہوں پر پھرتا ہے' تب جا کر اللہ تعالیٰ اسے شکم سیر کرتا ہے، اگر پرندہ اپنے گھونسلے میں بیٹھا رہ جائے تو کیا اسے کھانا مل جائے گا؟ ظاہر ہے نہیں۔ بعینہ یہی مثال اللہ کے نبی ﷺ نے انسان کے لیے بتائی کہ صبح سویرے زمین میں پھیل جاؤ، محنت سے کام کرو، اور نتیجہ کو اللہ کے سپرد کردو، اللہ تعالیٰ تم کو ضرور کھلائے گا۔

مصیبتوں میں پریشان ہونا مومن کی شان نہیں

صفات عالم تیمی

اس دنیا میں کون ایسا انسان ہے جسے تکلیف نہ آتی ہو؟ جسے رنج وغم لاحق نہ ہوتا ہو؟ یہ تو دنیا کی ریت ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم کبھی پریشانی وبدحالی تو کبھی سکھ، چین اور خوشحالی... یہ انسان کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔

گوسراپا عیش وعشرت ہے سراب زندگی اشک بھی رکھتا ہے دامن میں سحاب زندگی

دنیا مسائل ہی کا نام ہے۔ پریشانیاں، آفتیں، آلام ومصائب زندگی کا اٹوٹ حصہ ہیں۔ اگر یہ مصیبتیں کسی فاسق وفاجر پر آتی ہیں تو یہ اس کے کالے کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہیں، اور اگر کسی بندہ مومن پر آتی ہیں تو یہ اس کے ایمان کی علامت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بندے سے جس قدر محبت کرتا ہے اسی قدر اسے آزماتا ہے۔

پردیسی بھائی! اگر ہم پر کسی طرح کی مصیبت آئی ہوئی ہے، ملازمت سے محروم ہیں، یا کفیل سے پریشان ہیں، یا تنخواہ معمولی ہے جس سے ضروریات کی تکمیل نہیں ہو پاتی، یا سالوں سے بیمار ہیں، یا جسم وجان سے مجبور ہیں جبکہ ہمارا تعلق اپنے خالق ومالک سے مضبوط ہے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیں آزما کر اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے۔ ذرا سنئے کچھ بشارتیں پیارے نبی ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان سے:

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے مصیبت میں گرفتار کردیتا ہے"۔

گویا کہ بندہ مومن کا مصیبت سے دوچار ہونا اس کے لیے نیک فال ہے، حب الٰہی کی علامت ہے، سزا یا عذاب نہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں ہی دے دیتا ہے' اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا روک لیتا ہے، اُس کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دے گا"۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مصیبت آدمی کے ساتھ لگی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اس کے اوپر گناہ نہیں ہوتا"۔

ان احادیث پر غور کیجئے اور اندازہ لگائیے کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہوئے مصیبت سے دوچار ہیں وہ درحقیقت خوش نصیب ہیں، خوش بخت ہیں، وہ اللہ کے مقرب بندے ہیں، بندہ جس قدر ایمان کا پکا ہوتا ہے اسی قدر اُس کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ مصائب گناہوں کو مٹاتے ہیں اور چونکہ بندہ مومن اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے کو گناہوں سے پاک و صاف کردیا جائے تاکہ وہ آخرت کی رسوائی سے بچ سکے۔ یہ احادیث ایسے لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہیں جو مصیبت میں پریشان ہوجاتے ہیں، ہاتھ پیر مارنے لگتے ہیں، اول فول بکنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے شکوی شکایت کرنے لگتے ہیں، بلکہ بسا اوقات کفریہ کلمات تک بول جاتے ہیں "اللہ تو ہمارا سنتا بھی نہیں" "اگر اللہ ہوتا تو ہماری نہ سنتا ؟" "جب سے میں نے نماز روزے کی پابندی شروع کی ہے مصیبت پہ مصیبت آرہی ہے" یہ اور اس طرح کی کفریہ باتیں شیطان انسان سے کہلواتا رہتا ہے تاکہ اُسے اپنا آلۂ کار بنا سکے، حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ مصیبت زدہ صبر سے کام لے، پریشانیوں کو انگیز کرے، اللہ کے فیصلے پر راضی برضا رہے، اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے ہر حال میں اچھا ہی چاہتا ہے۔ پھر اُسے یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے تو اُس پر اللہ کی نعمتیں بھی بے شمار ہیں۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی ان بے بہا نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کی اہمیت سمجھ لے تو اُس کی ساری مصیبتیں ہیچ ٹھہریں گی۔

ایک مرتبہ ابن سماک خلیفہ ہارون رشیدؒ کے پاس آئے اور انہیں دل پذیر نصیحت کی، نصیحت سن کر ہارون رشید آبدیدہ ہوگئے۔ اسی اثنا خلیفہ نے پینے کے لیے پانی منگوایا، ابن سماک نے عرض کیا: امیرالمؤمنین! اگر آپ پیاس سے بے تاب ہوں اور آپ کو دنیا اور اس کی ساری چیزیں ایک گلاس پانی کے بدلے چکانا پڑے تو کیا آپ جھجک محسوس کریں گے؟

ہارون رشید نے کہا: جی نہیں۔

ابن سماک نے کہا: اللہ برکت دے، پانی پی لیجیے

ہارون رشید جب پانی پی چکے تو ابن سماک نے کہا: امیرالمؤمنین! ابھی آپ نے جو پانی نوش فرمایا ہے اگر وہ پیشاب کے راستے میں رُک جائے اور اُسے باہر کرنے کے لیے دنیا اور اس کے اندر کی ساری چیزیں چکانا پڑے تو کیا آپ اس کے لیے تیار ہوجائیں گے؟

ہارون رشید نے کہا: ہاں بالکل۔

تب ابن سماک نے کہا: فما تصنع بشيء شربة ماء خير منه تو آخر اس بادشاہت سے کیا فائدہ جس سے بہتر ایک گھونٹ پانی ہو؟۔

اس واقعے سے بتانا مقصود یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی نعمتوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے، ایک گھونٹ پانی کی اس قدر اہمیت ہے کہ انسان اس کے لیے ملک وسلطنت تک کی پرواہ نہیں کرتا، تو آخر وہ انسان جو سرتاپا نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے اُسے کیوں کر زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ کی ناشکری کرے۔

ہمارے حبیب نے نعمتوں کے عرفان کے لیے ایک اصول یہ بتایا کہ انظروا الى من هو أسفل منكم ولا تنظروا الى من هو فوقكم فانه أجدر أن لا تزدروا نعمة الله عليكم "اپنے سے نیچے والوں کی طرف دیکھو، اپنے سے اوپر والوں کی طرف مت دیکھو کیوں کہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو ہیچ نہ سمجھو"

کہتے ہیں کہ کسی مرد صالح کے پاس ایک شخص نے اپنے فقروفاقہ کی شکایت کی تو اس مرد صالح نے اس سے کہا: کیا تجھے یہ بات خوش کرے گی کہ تو اندھا ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تجھے یہ بات خوش کرے گی کہ تو گونگا ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تجھے یہ بات خوش کرے گی کہ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوں اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تجھے یہ بات خوش کرے گی کہ تو پاگل اور دیوانہ ہو اور تیرے پاس دس ہزار درہم ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔

تب اُس مرد صالح نے کہا: أما تستحيي أن تشكو مولاك وله عندك عروض بخمسين ألفاً "کیا تجھے اپنے مالک سے شکایت کرنے میں شرم نہیں آتی جبکہ تیرے پاس پچاس ہزار کا سامان موجود ہے"۔

آدابِ زندگی

سفر کے آداب

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر لوگوں کو سفر کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ قدرت کے مناظر دیکھیں، قوموں کے عروج و زوال اور ان کے احوال کو جانیں اور اُن کی ہلاکت کے اسباب میں غور وفکر کریں اور ان سے نصیحت وعبرت پکڑیں۔

دنیا میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو زندگی بھر ایک ہی مقام پر مقیم ہوتے ہوں، بلکہ ہر آدمی کو اپنی حاجت و ضرورت کے لیے سفر کرنا ہی پڑتا ہے، چاہے یہ سفر دنیوی [جیسے کاروباری اور تفریح وغیرہ کا سفر] ہو یا دینی [جیسے طلب علم اور حج وغیرہ کا سفر]۔

سفر چاہے کتنا ہی آرادم دہ کیوں نہ ہو گھر جیسا سکون میسر نہیں آسکتا، اس میں تھکاوٹ اور مشکلات کا ہونا طبعی امر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [سفر عذاب کا حصہ ہے]، [اگر لوگوں کو سفر کی صعوبتوں کا ادراک ہوجائے تو کوئی شخص جان بوجھ کر تنہا سفر کرنا پسند نہ کرے]، لہذا اسلام نے گھر سے نکلنے والے اس غریب الدیار مسافر کی قدم قدم پر رہنمائی فرمائی ہے اور جہاں اس نے: سفر میں قصر، جمع بین الصلاتین، تین دن تک موزوں پر مسح، عورت کو محرم کے بغیر سفر نہ کرنے کی ہدایات دیں، وہیں بہت سی سنتیں اور آداب بھی بتائے ہیں تاکہ اس کے دین وایمان، جان و مال اور اہل وعیال کی حفاظت ہوسکے، شیطانی ماحول اور مخلوق کے شر سے بچ کر اللہ کی حفاظت میں اس کا سفر خوشگوار گزرے، لہذا ایک مسافر کو چاہیے کہ وہ مندرجہ ذیل سفر کی سنتوں اور آداب کا اہتمام کرے:

(۱) سفر سے قبل استخارہ کرنا مستحب ہے: لوگ دور جاہلیت میں اپنے سفر سے قبل پرندوں اور تیروں سے بدفالی لیتے تھے اور اس کے ذریعہ یہ جاننے کی کوشش کرتے کہ ان کا یہ سفر کامیاب ہوگا یا نہیں؟ یہ ایک شرکیہ طریقہ ہے، اس کے بجائے رسول اللہ ﷺ نے توحید، توکل علی اللہ اور قضاء وقدر پر رضامندی کی دعا سکھائی ہے۔ جس میں انسان کے لیے سعادت اور برکت ہے:

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارہ کرنے کی ویسے ہی تعلیم دیتے تھے جیسے آپ ﷺ ہمیں قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، آپ ﷺ فرماتے: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لْيَقُلْ: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت (نفل) نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ۔ (بخاری)۔

اے اللہ! میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضلِ عظیم مانگتا ہوں، بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو (ہر کام کے انجام کو) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لئے میرے دین، میری زندگی، اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو تو اسے میرے لئے مقدر کردے اور آسان کردے، پھر اس میں میرے لئے برکت پیدا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو تو اس اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو، پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کردے۔

(۲) مسافر کو سفر سے قبل الوداعی ملاقات کرنا مستحب ہے: مسافر کو چاہیے کہ وہ سفر سے قبل اپنے اہل وعیال، رشتہ دار اور احباب سے الوداعی ملاقات کرے اور ان سے دعائیں لے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے:

۱۔ قَزَعَة رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر نے ان سے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں ویسے ہی الوداع کروں جیسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع فرمایا تھا (پھر انہوں نے یہ دعا پڑھی): أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ ۔ (احمد، ترمذی، ابوداود: صحیح)۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے دین، تمہاری امانت (یعنی اہل وعیال، مال وغیرہ)۔ اور تمہارے آخری عمل کی حفاظت طلب کرتا ہوں۔

۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے اسے یہ دعا دی:

زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَىٰ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ ۔ اللہ تمہیں تقوی سے مالا مال کرے، تمہارے گناہ معاف فرمائے اور تم جہاں کہیں رہو تمہارے لیے خیر میسر کردے۔ (ترمذی، حاکم صحیح الجامع)۔

۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سفر کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیں، تو آپ نے فرمایا: تقوی اختیار کرو اور ہر اونچائی پر چڑھتے ہوئے تکبیر (اللہ اکبر) کہو، جب وہ شخص جانے لگا تو آپ نے اس کے حق میں یہ دعا دی کہ: (اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ)۔ اے اللہ زمین کو اس کے لیے لپیٹ دے اور اس پر سفر آسان کردے۔ (ترمذی: حسن)۔ (جاری)

دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی اور وقت کی اہمیت

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف

اسلام ایک ایسا دین ہے جو وقت کی اہمیت اور زمانہ کی قدر و قیمت کو پہچانتا ہے چنانچہ کہا گیا: ''وقت تلوار کی مانند ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ دے گی'' عمر اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن ہر آدمی سے سوال کیا جائے گا کہ تو نے کہاں صرف کی اور کن کاموں میں لگائی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن کوئی بندہ اپنا قدم نہ بڑھا سکے گا جب تک وہ چار سوالوں کا جواب نہ دے دے گا۔ اس نے اپنی عمر کن کاموں میں صرف کی؟ جوانی کس چیز میں بتائی۔ مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا اور اپنے حاصل کردہ علم پر کس حد تک عمل کیا؟''

جس طرح سیکنڈ اور منٹ گھنٹہ میں شامل ہیں اسی طرح وقت زمانہ میں شامل ہے۔ ارشاد باری ہے: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ (الدھر: ۱)

دھر وہ لامتناہی زمانہ ہے جس کی نہ ابتدا انسان کو معلوم ہے نہ انتہا۔ حین سے مراد وہ خاص وقت ہے جو اس لامتناہی زمانے کے اندر کبھی پیش آیا ہو۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے: والعصر ''قسم ہے زمانہ کی'' وہ انسان کتنا بد بخت ہے جو نہ زمانہ کی اہمیت سمجھتا ہے اور نہ وقت کی قدر کرتا ہے۔ وہ زمانے کے حادثات و واقعات اور گذشتہ اقوام سے عبرت حاصل نہیں کرتا کہ زمانہ نے کتنے متکبروں کی ناک سیدھی کر دی ہے۔ کتنوں کی تمناؤں کا خون کر دیا ہے اور کتنی ہی تہذیبوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

لوگوں کی نگاہوں سے یہ حکمت پوشیدہ رہتی ہے کہ ''فرائض بہت ہیں اور وقت کم ہے'' بہت سے لوگ اوقات کی بربادی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے بلکہ دوسرا جرم یہ کرتے ہیں کہ وہ کام کرنے والے آدمیوں کی خلوت میں مخل ہو کر انہیں بے کار اور لغو چیزوں میں الجھا دیتے ہیں۔ اپنے ساتھ دوسروں کے اوقات بھی خراب کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خیانت کرتے ہیں۔ ایک تو صحت ہے اور دوسری فراغت۔''

اس لیے ہر پل کی حفاظت کیجیے۔ اسلام نے مسلمانوں کو علی الصباح اٹھ جانے کا حکم دیا ہے۔ اور اسے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے دن کے کام کا آغاز فجر کی نماز ادا کر کے تازگی اور نشاط اور پورے عزم کے ساتھ کرے۔ اگر فجر کے وقت ہی یہ جذبہ ہو تو اس کی شدید خواہش ہوگی کہ اس کے اوقات برباد نہ جائیں۔ یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ لوگ دن چڑھے تک سوتے رہنے کے عادی ہوں۔ سورج طلوع ہو جائے اور وہ سوتے رہیں جب کہ دوسرے لوگ طلوع آفتاب کے بعد اپنے معاش کے حصول اور آخرت کے حاصل کرنے میں منہمک ہو جائیں انگریزی میں کہاوت ہے

CONTROL YOUR TIME OTHERWISE IT WILL CONTROL YOU

(وقت کو کنٹرول کرو، ورنہ وقت تمہیں کنٹرول کرے گا)

اللہ تعالی قرآن پاک میں سورہ فجر، سورہ ضحیٰ، سورہ شمس، سورہ قمر، سورہ عصر اور سورہ لیل نازل فرما کر امت مسلمہ کو وقت کی تنظیم کی دعوت دیتا ہے۔ سورج و چاند کی گردش، ان کے گھٹنے بڑھنے، ان کے طلوع و غروب کے ذریعہ وقت کی اہمیت و افادیت کی تعلیم دیتا ہے۔ سورہ النحل نازل فرما کر امت کو منصوبہ سازی کی دعوت دیتا ہے۔ اس پس منظر میں کیا امت مسلمہ کو زیب دیتا ہے کہ وہ آرام طلب، کاہل اور لا پرواہ ہو جائے۔ اپنی قیمتی دولت اور انمول سرمایہ کو ضائع ہونے دے۔ ایک مشہور مقولہ یاد رکھنے کے قابل ہے: ''وقت ہی ترقی کی بنیاد ہے اور وقت کی ناقدری تنزلی کی علامت ہے۔''

وقت چلا جاتا ہے کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ جب رخصت ہو جاتا ہے تو واپس نہیں ہوتا۔ وہ مسلم و غیر مسلم کے درمیان تفریق نہیں کرتا۔ جو ''وقت'' کی قدر کرتا ہے، ''وقت'' اس کی قدر کرتا ہے۔

کیا وقت نہیں آیا؟

کیا وقت نہیں آیا کہ امت کے افراد خواب غفلت سے جاگیں۔ پل پل کا محاسبہ کریں، ہر منٹ اور ہر سکنڈ کو قیمتی کاموں میں صرف کریں۔ اپنی ترجیحات پر نظر دوڑائیں اور زندگی کے کاموں کا بالعموم اور دعوتی امور کا بالخصوص منصوبہ بنائیں۔

دنیا میں سب سے پہلا فوٹو ایک فرانسیسی فوٹوگرافر نے ۱۸۶۲ میں کھینچا۔ اس میں آٹھ گھنٹے کا وقت لگا۔ سائنس داں فوٹوگرافر نے اپنے کمرے کے برآمدے کا فوٹو کھینچا تھا۔ آج فوٹوگرافی کی موجودہ رفتار کا یہ حال ہے کہ فلم کا متحرک کیمرہ ایک سیکنڈ میں دو ہزار سے بھی زیادہ تصویریں کھینچ لیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کی رفتار اتنی تیز ہو چکی ہے کہ پہلے جتنی دیر میں صرف ایک تصویر کھینچی جا سکتی تھی اتنی دیر میں آج چھ کروڑ تصویریں لی جا سکتی ہیں۔ اس کے معنی ہوئے کہ ۱۷۷ سال میں انسان نے چھ کروڑ گنا ترقی کی ہے۔

ہم مسلمانوں نے وقت کی قدر کرنے کے میدان میں کتنی ترقی کی ہے؟ کیا اسلامی ثقافت کی اشاعت اس طریقے سے کی جس سے دعوت کا مفہوم ذہنوں میں بیٹھ سکے اور جو جدید ماحول کے مناسب و مطابق ہو؟ کیا ہم نے پچھلے ۱۷۷ سال میں دعوتی منصوبہ سازی کے میدان میں ۶ کروڑ گنا تک ترقی کی یا اس کے ۱۰ فیصد تک بھی پیش رفت کی۔

اسلام کے دشمنوں نے برسہا برس پلاننگ کی ہے۔ وقت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ جذباتیات اور انتہا پسندی سے اسلام کی بیخ کنی کی کوششیں کی ہیں۔ جماعتوں میں تعصب اور مسلکی اختلافات کو ہوا دی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ہر گروہ دوسرے گروہ کی تحقیر کر کے یہودیوں کا منشا پورا کرتا ہے۔ اس سے ملکی و بین الاقوامی دشمنوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

جو وقت کی قدر کرتا ہے اس کے لیے ترقی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ وہ زمانہ کی مسافتیں طے کر سکتا ہے۔ جاپان کی مثال سامنے ہے۔ (جاری)

بکہ اور مکہ کہاں ہے

میں نے انجیل میں یہ عبارت بھی دیکھی جس سے متحیر رہ گیا ''وہ لوگ اپنے دل میں نغموں کے ساتھ جو تیری ہیکل میں آتے ہیں بہت مسرور ہیں' یہ لوگ وادی بکہ' جسے خدا نے جھرنے جیسا بنایا ہے (سے) گذرتے ہیں''۔

زبور ۸۴/۵۔۶

میں چرچ میں اپنے استاذ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ بکہ کہاں ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ اس کی جگہ کو کوئی نہیں جانتا تاہم وہ صحرائی جگہ پر واقع ہے۔

اخیر میں مجھے اس بات کا پتہ چل گیا کہ یہ سرزمین دراصل مکہ ہے جس کا مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں چنانچہ میرے اندر یہ ولولہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں کے بکہ کی طرف حج کرنے اور عیسائیوں کے نہ کرنے کے اسباب کا سراغ لگا سکوں۔

میں نے انجیل ہی میں ایک دوسرا فقرہ دیکھا جس میں دوسرے نبی کے آنے کا ذکر ہے ''موسیٰ نے کہا: خداوند سینائی سے ان لوگوں پر شعیر سے چمکتی ہوئی روشنی کی طرح، فاران پہاڑ سے چمکتی ہوئی روشنی کی طرح اور انگنت فرشتوں کے ساتھ اور اپنے بغل میں لیے ہوئے زور آور سپاہیوں کے ساتھ آیا'' (استثناء ۳۳/۲)

فاران یہ موجودہ سعودی عرب ہے اور جن صحابہ کے ہمراہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ کو فتح کیا ان کی تعداد دس ہزار تھی۔

اسی طرح انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا ہے:

''اسی وجہ سے میں تم سے جو کہتا ہوں وہ یہ کہ خدائی بادشاہت تم سے چھین لی جائے گی، اس خدائی بادشاہت کو خدا کی مرضی کے مطابق کام کرنے والوں کو دی جائے گی''

(متی ۲۱/۴۳)

جب میں نے ان بشارتوں پر غور کیا تو پایا کہ یہ بشارتیں صرف محمد ﷺ اور ان کے اصحاب پر منطبق ہوتی ہیں۔

ترجمہ قرآن کا مطالعہ

میں مسجد گیا تاکہ قرآن کریم کا ایک نسخہ خرید سکوں، وہاں میری ملاقات امام مسجد سے ہوئی جو صومالیہ کے تھے، انہوں نے مجھے مفت میں انگریزی ترجمہ قرآن کا ایک نسخہ دیا۔ اس سے پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن کریم کی کوئی اہمیت نہیں، غلطیوں سے پُر ہے، جسے ساتویں صدی میں ایک عربی نے لکھا تھا۔

جب میں قرآن پڑھنا شروع کیا تو مجھے چار عظیم آیتوں نے بہت متاثر کیا

☆ آیت الکرسی (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم......) اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اُس کی اجازت کے بغیر اُس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے۔ اور وہ اُس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اُس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اُسے اُن کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں اور وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے (بقرہ: ۲۵۵)

☆ لا اکراہ فی الدین ...... دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے (بقرہ: ۲۵۶)

☆ وقالوا کونوا ھودا او نصاری ''کہتے ہیں کہ یہود و نصاری بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے، تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔ (بقرہ: ۱۳۵۔۱۳۶)

☆ ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا...... ''ابراہیم (علیہ السلام) تو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو یک طرفہ خالص مسلمان تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے''۔ (آل عمران ۶۷)

یہ مبارک آیتیں میری زندگی میں تبدیلی لانے کا نقطۂ آغاز بنیں، ملت ابراہیمی کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کا راستہ کیا تھا؟ وہ یکسو مسلم کیسے تھے؟

اِن آیات نے میرے سابقہ سارے شبہات دور کر دیے جو انجیل کے مطالعہ کرنے سے میرے ذہن و دماغ میں پیدا ہوئے تھے، اب میں سمجھ گیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا راستہ وہی ہے جسے لے کر آخری نبی محمد ﷺ آئے تھے، پھر مطالعہ کے بعد مجھے پورا اطمینان حاصل ہو گیا کہ اسلام ہر طرح کے عیب و نقص سے پاک ہے اور جو کچھ اسلام کی بابت مغربی میڈیا بیان کرتی ہے وہ سب افواہ ہے۔

اسی کے بعد میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا اور امام مسجد کے پاس جا کر ان سے عرض کیا: میں نے زندگی کے بیشتر اوقات عیسائیت میں گزارے، الف سے یا تک انجیل پڑھی اور اس کی تحقیق کی، ایسا ہی میں نے قرآن کے ساتھ کیا کہ میں اسے بھی الف سے یا تک پڑھ گیا، میں نے دونوں میں آسمان و زمین کا فرق پایا، میں نے پایا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی، یہ آسمان والے کی کتاب ہے اہلِ زمین کے نام، اور اِس میں ذرہ برابر تحریف واقع نہیں ہوئی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ ابھی مسلمان بنوں، چنانچہ میں نے مسجد میں اسلام قبول کر لیا۔

> میں نے زندگی کے بیشتر اوقات عیسائیت میں گزارے، الف سے یا تک انجیل پڑھا اور اس کا دراسہ کیا، ایسا ہی میں نے قرآن کے ساتھ کیا کہ میں اسے بھی الف سے یا تک پڑھ گیا، میں نے دونوں میں آسمان و زمین کا فرق پایا، میں نے پایا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی مثیل پیش نہیں کی جا سکتی، یہ آسمان والے کی کتاب ہے اہلِ زمین کے نام، اور اِس میں ذرہ برابر تحریف بھی واقع نہیں ہوئی ہے۔

میں نے فیصلہ کیا کہ اپنا نام نہ بدلوں اور بدستور ٹونی برن ہی رہنے دوں کیوں کہ صحابۂ کرام نے قبول اسلام کے بعد اپنا نام نہیں بدلا سوائے دو حالتوں کے

☆ اگر نام میں شرک کی بُو پائی جاتی ہو۔

☆ اگر نام بُرا یا قبیح ہو۔

میرے اسلام قبول کیے دو سال ہو چکے ہیں، فی الحال کویت میں مقیم ہوں تاکہ دینی تعلیمات سے بہرہ ور ہو سکوں اور عربی زبان بھی سیکھ سکوں، مزید یہ کہ ipc کے شعبۂ انگریزی میں بحیثیت داعی کام کر رہا ہوں، میں نے ipc کو اس کے غیر مسلموں میں دعوت کے تئیں طویل تجربات کی وجہ سے اختیار کیا ہے تاکہ یہاں رہ کر غیر مسلموں میں دعوت سے متعلق تجربات حاصل کر سکوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنی پوری زندگی دین اسلام کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے وقف کر دوں۔

حالیہ دنوں میں نے اپنا ایک نیٹ کھولا ہے جس پر تعارف اسلام سے متعلق مواد دستیاب ہے، اس کا پتہ یوں ہے

www.ashadu.com

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اور دین پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

میں مسلمان کیوں ہوا؟

کناڈا کے ایک متعصب عیسائی گھرانے میں پیدا ہونے والے ٹونی کے قبولِ اسلام کی داستان جس نے مسلمانوں کو عیسائی بنانا چاہا تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے اُسے اسلام کی ہدایت دے دی۔

میری پیدائش کناڈا کے البرٹ شہر میں ایک دیندار مسیحی گھرانے میں ہوئی، اس گھرانے کے بیشتر افراد چرچ کی خدمت میں کام کرتے تھے، جس کے باعث چرچ سے اُن کا اچھا تعلق بندھا ہوا تھا۔ میرے اہل خانہ کی حد تک میرے باپ ایک طویل عرصہ تک خادم کنیسہ رہے، میری ساری بہنیں عیسائی اسکول میں تعلیم پائیں، اور میری ایک بہن نے ایک عیسائی مبلغ سے شادی بھی کی ہے۔

ریڈیو پر اسلام کی غلط تصویر کشی

سب سے پہلے میں نے اسلام کی بابت اپنی گاڑی کی ریڈیو پر سنا، اس وقت میں ۱۶ سال کی عمر کا تھا، پروگرام مسلمانوں سے متعلق بات کرتے اور ان کا تعارف کراتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا: ''مسلمان ایسی قوم ہے جو چاند کی پوجا کرتی ہے اور وہ اپنے نبی محمد کی پوجا کرتی ہے، اسی طرح اس کالے پتھر کی بھی پوجا کرتی ہے جو سعودی عرب میں پایا جاتا ہے جسے کعبہ کہتے ہیں''۔

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے اس نے اسلام کو رجعت پسند مذہب قرار دیا اور کہا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو متعصب، دہشت گرد اور قدامت پسند بناتا ہے۔ نہ بڑوں کی تعظیم کرنا سکھاتا ہے، نہ چھوٹوں پر شفقت کی تعلیم دیتا ہے، نہ مریض و یتیم کی مدد پر اُبھارتا ہے، نہ کمزوروں پر رحم کی تاکید کرتا ہے۔ اسلام میں خاتون کو بھی کوئی حق حاصل نہیں۔

پھر پروگرامر نے دعوی کیا کہ وہ مذہب اسلام کا ماہر ہے اور اس نے ۱۹ سال کا عرصہ اسے سیکھنے میں لگایا ہے۔

اس پروگرام کو سننے کے بعد میری رائے یہ بنی کہ اسلام وہ مذہب ہے جس میں محض طاقت ور کو زندہ رہنے کا حق ہے اس مذہب میں ہمیشہ کمزور طاقتور کا نوالہ بنا رہتا ہے۔

اسی وقت میرے دل میں یہ فکر پیدا ہوئی کہ میں عیسائی مبلغ بنوں تاکہ مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف دعوت دوں اسی وقت سے میں انجیل پڑھنے لگا اور مسیحیت کا گہرائی سے مطالعہ شروع کردیا۔ جب میں ۲۱ سال کی عمر کا ہوا تو اس کی طرف زیادہ سے زیادہ دھیان دینے لگا۔

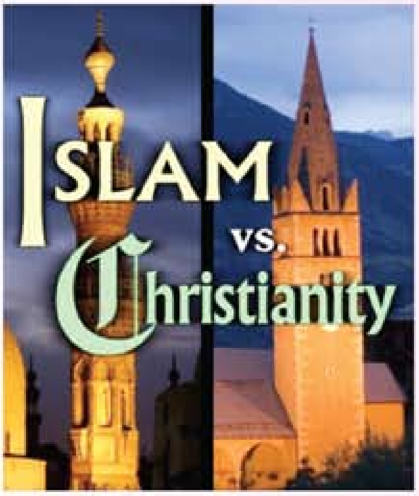

مجھے تعجب اس بات پر تھا کہ سارے انبیاء مسلمانوں کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھتے تھے۔

۱۱ ستمبر کا حادثہ

جب ۱۱ ستمبر کا واقعہ پیش آیا تو میں مسلمانوں کو اسلام سے عیسائیت کی طرف منتقل کرنے کے لیے کمر کس کے ان کی مدد کرنے لگا، کیوں کہ میڈیا ان کو اس شکل میں منظر عام پر لاتی تھی کہ مسلمان خون کے پیاسے ہوتے ہیں، وہ اپنا دماغی توازن کھو چکے ہیں وہ محض اپنے معبودوں کے تقرب کے لیے معصوم جانوں کو ذبح کرنا جانتے ہیں۔

اس وقت کناڈا میں ہر میدان میں مسلمانوں کے خلاف بدنامی، اہانت، اور تذلیل آمیز رویہ اپنایا جا رہا تھا، ہر مسلمان مسلم ہونے کے باعث گردن زدنی کا مستحق قرار پاتا تھا، سڑکوں سے گزرتے ہوئے لوگ ان پر تھوکتے تھے، اور بیشتر لوگ ۱۱ ستمبر کے مسئلے کو لے کر مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے تھے۔

میرے اردگرد کے اکثر لوگ گو مسلمانوں کو ناپسند کرتے تھے تاہم میں ان کی مدد کرنے کا متمنی رہتا، اسی وجہ سے ۱۱ ستمبر کا واقعہ میرے لیے ایک طرح سے حوصلہ افزا ثابت ہوا کہ میں اسلام کو جانوں اور عیسائیت پر مہارت حاصل کروں تاکہ مسلمانوں سے بحث کرسکوں اور ان کے سوالات کا جواب دے سکوں، چنانچہ میں نے پہلے سے زیادہ دلچسپی سے انجیل کا مطالعہ شروع کردی۔ اس وقت میرے سامنے ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوا جو میرے لیے انوکھی تھی وہ یہ کہ انجیل میں حقیقت تثلیث کا کہیں وجود نہیں، انجیل میں اللہ ایک ہے، تین نہیں۔ میں نے پایا کہ اکثر مقامات پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ ایک ہے۔

میں کسی صورت میں باور نہیں کرسکا کہ عیسی علیہ السلام اللہ ہیں یا ابن اللہ ہیں کیونکہ خود عیسائیوں میں اس مسئلے سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے، حضرت عیسی علیہ السلام نے انجیل میں خود کہا ہے کہ اللہ ان سے بڑا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ انسان ہیں، رب کی مدد کے بغیر ان کے اندر کچھ بھی کرنے کی طاقت نہیں، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے سارے معجزات اللہ پاک کی طرف سے تھے نہ کہ خود آپ کی طرف سے۔

میرے تعجب میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب میں نے انجیل میں یہ پایا کہ انبیاء اللہ تعالی کے لیے نماز پڑھتے تھے اور سجدہ کرتے تھے، یہ بات پیدائش ۱۷/۳ میں مذکور ہے (ابراہیم سجدہ کے لیے چہرہ کے بل جھک گئے)

مجھے سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اسی طریقہ سے نماز پڑھتے تھے ''تب یسوع اُن سے تھوڑی دور جا کر زمین پر منہ کے بل گرا اور دعا کی''
(متی ۲۶/۳۹)

مجھے اس بات پر تعجب تھا کہ سارے انبیاء مسلمانوں کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھتے تھے جبکہ میں نے چرچ میں نماز کا طریقہ یہ سیکھا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے چہرے کے آمنے سامنے رکھوں اور آسمان کی طرف دیکھوں، میں سوچتا کہ ایسا کیسے ہوگا، آخر عیسائی لوگ انبیاء کے طریقے کے مطابق نماز کیوں نہیں پڑھتے؟۔

کیوں وہ منزل سے دور، مقصد سے بیگانہ ہوا جاتا ہے......!!

آخر کس نے اُس میں حق سے منہ موڑنے اور الٰہی ہدایت سے پیٹھ پھرنے کی جرأت و جسارت بھردی ہے......؟!

یہی ہے وہ مرضِ کہن...... آرزو ہے نام جس کا......

اسی سے ہے انسان مات کھایا ہوا...... اسی سے ہے پیدا شرارِ فساد...... زمین خون سے لالہ زار اِسی سے ہوئی ہے، اسی کے سبب انسان حیوان بنا ہے، عزازیل رسوا اِسی سے ہوا ہے، اسی پھل کو کھا کے آدم ہوئے خلد میں بھی رُسوا، طوفان کی زد میں آئی ساری زمین اُسی سے، اسی آرزو نے قوموں کو لوٹا، ملکوں میں ہے تصادم اِسی کے سبب سے، اسی دام میں الجھ کر "عہدِ وفا" بھی ٹوٹا، ملت کے ہاتھ سے دامن، دین کا اِسی سے چھوٹا، قارون کے "انا" کا بھی آرزو سبب تھی، فرعون کے "انا" میں بھی اسی جام کا نشہ تھا۔

یہود...... انبیاء کی پیٹھ سے نکلنے والی قوم تھی، عزت و شرافت کے بلند آسمان پر براجمان ہوئی...... پھر دیکھتے دیکھتے یہ قوم قعرِ مذلت میں گرگئی...... ذلت اور پستی کا شکار ہوئی......

آسمان نے اُس کو زمین پر دے مارا......!

اس کے زوال میں بھی کہیں یہی آرزو پوشیدہ رہی......

قرآن میں انہیں کے بارے میں کہا گیا:

"تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتی کہ یہ اس معاملہ میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے، حالانکہ لمبی عمر بہرحال اُسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔ جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں، اللہ تو انہیں دیکھ ہی رہا ہے" (البقرہ:۹۶)

آرزو، یہ وہی بلا ہے اللہ تعالیٰ جس سے اپنے حبیب کو بچانا چاہتا تھا......

"اور (اے نبی) اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلبگار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں، اور اُن سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے" (الکہف ۲۸)

یہی آرزو ہے جسے خدائے ذوالجلال نے کافروں کا مقصدِ حیات بتایا:

"اور کفر کرنے والے بس دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھاپی رہے ہیں، اور اُن کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے" (محمد: ۱۲)

دنیا کی محبت! طولانی آرزو...... یہی تو ہے شیطان کے لیے سرچشمۂ قوت، یہی تو ہے رازِ گرمیِ خون......

بوڑھے کو جوان آخر کس نے بنا رکھا ہے......؟!

پیارے نبی ﷺ نے آخر سچ ہی تو کہا تھا "دو چیزیں ایسی ہیں جو بوڑھے کو بھی جوان رکھتی ہیں......

دنیا کی محبت اور طویل آرزو......" (بخاری، مسلم)

آہ!!؟ کتنی امتیں صفحۂ ہستی پر نمودار ہوئیں اور خواہشوں نے اُنہیں ہلاک کردیا......

"ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گذر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور
مصر و بابل مٹ گئے، باقی نشاں تک بھی نہیں
دفترِ ہستی میں اُن کی داستاں تک بھی نہیں
آدبایا مہرِ ایراں کو اجل کی شام نے
عظمتِ یونان و روما لوٹ لی ایام نے"

ہائے نفس کی آرزو...! اس کی خواہشیں......!!

ہائے، فریبِ تمنا......! کوئی تو منتہا ہے اُس کا؟

کبھی تو سوچا کیا؟ کسی دن اپنا جائزہ بھی لیا؟

آخر یہ آرزوئیں اور خواہشیں لے کدھر جا رہی ہیں ہمیں؟

یہ کیسا خمار ہے ہماری آنکھوں میں...... یہ کیسا پردہ ہے ہمارے دلوں پر...... ہے کوئی مسیحا جو اس مرض سے چھٹکارا دے......؟ ہے کوئی طبیب جو اس درد کا مداوا کر سکے......!

کیا یہ سچ نہیں کہ اُس نے جینے کی آرزو بڑھادی!!؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ اُس نے موت کا خوف طاری کیا؟!

یہ دل...... ہائے یہ دل اتنے سخت کیوں کر ہوئے؟

یہ غفلت کیسے طاری ہوگئی......؟

کیا یہ مرحلہ تعجب نہیں کہ زندگی ختم ہوئی اور خواہشیں باقی ہیں...... دن، ماہ، سال...... آخرش خواہشوں کا یہ سفر کہاں جا کر رکے گا؟

"اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم سے دھوکے میں ڈال دیا......"

کیا گذرے ہوئے اور کبھی لوٹ کر نہ آنے والے لمحوں کے بارے میں تو نے کبھی سوچا بھی؟

وہ لمحات جسے تم پیچھے کرتے جا رہے ہو... کیا حقیقتاً وہ پیچھے جا رہے ہیں؟ کہیں یہ تمہارا وہم تو نہیں... کیا ہوگا اس وقت جب پیچھے جارہا... اچانک تمہارے سامنے آئے گا...!!؟

اے انسان، کبھی تو سوچا ہوتا تو نے؟

آخر کس میں کاٹی ہے تم نے زندگی؟ رب کی اطاعت میں...... یا اُس کی معصیت میں؟

یہ ابوالدرداء ؓ ہیں جلیل القدر صحابیِ رسول......

ایک بار ملک شام کے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور اُن کے روبرو کھڑے ہو کر کہنے لگے:

"اے اہلِ شام! دین میں تم بھائی بھائی ہو...... ایک دوسرے کے پڑوس میں رہتے ہو...... سب مل کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہو...... مگر کیا بات ہے کہ تم شرم نہیں کرتے......؟

ارے جسے تم کھاتے نہیں ہو (کھا نہیں سکتے ہو) اُسے جمع کر رہے ہو؟!

جس میں رہنا نہیں ہے.... ایسے مکان بنا رہے ہو!!؟

جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہے اسکی آرزو کرتے ہو!!؟

تم سے پہلے بھی کچھ قومیں تھیں گن گن کر جمع کرتی تھیں، لمبی لمبی آرزو رکھتی تھیں...... بڑی عالیشان عمارتیں بناتی تھیں...... (مگر کیا ہوا؟) سبھی تو مٹی میں مل گئے......

خواہشیں ٹوٹ گئیں اور سراب ثابت ہوئیں...... گھر اجڑ گئے اور کھنڈر بن گئے...... وہ دیکھو قوم عاد کو...... عدن سے عمان تک اُنہیں کا راج تھا...... دولت بکھری پڑی تھی...... بچے عزت کا نشان سمجھے جاتے تھے...... (پھر ایک طنز بھری مسکراہٹ اُن کے ہونٹوں پر پھیل جاتی ہے...... اور مجمع میں باآوازِ بلند ندا لگاتے ہیں......) ہے کوئی جو مجھ سے آلِ عاد کی چھوڑی ہوئی دولت کو دو کوڑی میں بھی خرید لے......!؟

"ہم خوب سمجھتے ہیں تجھے گردشِ دوراں
ساحل کے عوض تو نے بھنور پیش کیے ہیں"

انسانی گلہ کی پاسبانی

اسلام کی تعلیم سروری وجہانبانی کی تعلیم ہے، اس کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ دین اپنے ماننے والوں میں بغیر کسی شائبہ تکبر کے خودداری، بغیر کسی فریب نفس کے اعتماد و یقین، اور بغیر دوسرے پر اعتماد اور ضعف کے یقین وتوکل کی روح پھونکتا ہے۔ یہ عقیدہ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کے کاندھوں پر پوری انسانیت کی ذمہ داری ہے، روئے زمین پر بسنے والی انسانی جماعت کی تولیت ان کے سپرد ہے اور ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانی گلہ کی پاسبانی کرے، اور انسان کو دین محکم اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کا فرض انجام دے اور اس روشنی اور ہدایت کے ذریعہ جو ان کو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

اعجاز الدین عمری (کویت)

آرزو ..... ہائے کیا چیز ہے آرزو .....!؟

وقت

کے آگے ٹھہرنے کی آخر کس میں سکت ہے؟ زمانے کی رفتار کے آگے برق بھی تو سبک سیر ہو جاتا ہے۔

"تیری سرعت کے مقابل اے عمر
ہم برق کو پابہ حنا باندھتے ہیں"

گذرنے والے ماہ و سال آخر زندگی کو فنا ہی کی جانب تو دھکیل رہے ہیں!!؟

"اول و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو، منزلِ آخر فنا"

زندگی ختم ہوتی ہے ..... مگر وقت کا کھیل ختم نہیں ہوتا ..... وقت ہی تاریخ ہے ..... تباہیٔ انسان کا شاہد ہے وہ ..... نہ جانے وقت کے چہرے پر گردشِ ایام نے کتنے نقوش اُبھارے .....! ساحل کے گھروندوں کی طرح کتنے نقش کو اس نے مٹتے دیکھا ہے ..... نہ جانے عبرت کی کتنی داستانیں کتابِ وقت میں تحریر ہیں ..... مگر کون انہیں پڑھتا ہے اور کون اُنہیں سمجھتا ہے .....!؟

وقت کی گردشوں کا بھروسہ ہی کیا
مطمئن ہو کے بیٹھیں نہ اہلِ چمن
ہم نے دیکھے ہیں ایسے بھی کچھ حادثے
کھو گئے رہنما لٹ گئے راہزن

مدعا یہ نہیں کہ زندگی کا ہر سبق ہم پڑھ لیں اور ہر واقعہ سے عبرت حاصل کریں ..... بلکہ سوال یہ ہے کہ زندگی کے کتنے واقعات سے ہم نے درسِ عبرت حاصل کیا ہے؟ فانی زندگی کے حادثات نے ہمیں کونسا سبق موعظت کا دیا ہے؟

"تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سلسلۂ روز و شب، صیرفیٔ کائنات"

واقعات تو روز رونما ہوتے ہیں ..... ایک کے پیچھے ایک چلے آتے ہیں ..... انسان سر کی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے ..... مگر اس کے دل کی آنکھیں شاید کھل نہیں پاتیں۔

کتنا لاچار .....! کتنا بے بس .....! اور کتنا نادان ہے انسان .....!؟ آنکھ کھلتے ہی آرزوؤں کی دنیا بھی جاگ اٹھتی ہے .....

"تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو!
آنکھ کھلتے ہی چمک اُٹھا شرارِ آرزو"

روز خواہشات کی دنیا دل میں لیے آنکھیں کھولتا ہے ..... ایک جہانِ آرزو اپنے دل میں بساتا ہے ..... ذرا غور سے دیکھو تو، اُس کی آنکھوں میں کتنے خواب سجے ہیں .....؟ آرزوؤں اور امیدوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے ..... جن کے پیچھے وہ جان لگا دیتا ہے .....

ہائے کتنے سنہرے خواب ہیں اُس کے ..... کتنے حسین خیالات .....!! کتنی اونچی تمنائیں .....!! کتنی میٹھی ہوتی ہے اُسکی آرزو .....!! ع

آرزو! ہائے کیا چیز ہے آرزو، زندگی کی تڑپ، زندگی کا لہو

زندگی کی چاہت اور زندہ رہنے کی خواہش ہی تو ہے ..... آرزو!!؟ یہ آرزوئیں ہی تو ہیں جو اُسے زندہ رکھتی ہیں ..... یہ تمنائیں ہی تو ہیں جن کے لیے وہ جینا چاہتا ہے؟!

"نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھو گئی ہے چار سو میں"

مگر ہائے رے خرابیٔ انسان .....! اُسکی امیدیں ..... اُسکی آشائیں!! یہ مرضِ تمنا، یہ ستمِ آرزو ..... ہائے کیسی بُری بلا ہے یہ!!؟ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی، کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان، مگر پھر بھی کم نکلے

کیا ملا آخر انسان کو!!؟ ستاروں کی خواہش میں، نظروں نے بینائی کھو دی ..... زندگی کی خواہش کو خود زندگی نے مار دیا .....! ؎

موت نے مارا ہے سب کو اور
ہم زندگی کے ستائے ہوئے ہیں

قسامِ ازل کی تقدیر سے بڑھ کر آخر انسان کو ملنے والا بھی تو کیا ہے!!؟ یہ کوئی خردمندی ہے کہ فانی لذت کی خاطر کوئی ابدی نعمت کو ٹھکرا دے!!؟ دنیا کی طلب میں آخرت کو فراموش کر بیٹھے .....!!؟

یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ انسان کچھ کے حصول میں بہت کچھ کھو دے؟ ؎

"اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو گلستاں سمجھا ہے تو"

ہائے یہ ہنگامۂ ہستی ..... ہائے یہ غارتگرِ سکونِ دل!! کیوں یہ انسان خطا کار و خطا بیں بنا ہوا ہے .....!؟ کیوں اس کے چمن کے رنگِ بہار میں خزاں کے آثار دکھائی دیتے ہیں!؟ کیوں وہ انہیں سامانِ طرب بنانے پر مصر ہے "نہاں تھا حسن جن کا چشمِ مہر و ماہ و اختر سے .....!؟

کیوں اُسے لہو کی پیاس لگی ہے؟
کیوں وہ زمانے میں قاتل بنا پھرتا ہے .....!؟
کیوں قومیں ..... قوموں پر ٹوٹ پڑتی ہیں .....!؟
کیوں نظامِ دہر میں کھلبلی سی مچی ہے .....!؟
کیوں انسان کا رشتہ مالک سے ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے .....!؟

گھونگھریالے بال والے متوسط قد وقامت اور سرخ رنگ کے مالک ہیں اور آپ کی تروتازگی کا عالم یہ تھا کہ گویا ابھی نہا کر نکلے ہیں اور وہ دیکھنے میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی ؓ کے مشابہ ہیں۔ تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں پر حضرت یوسف ؑ سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان کے حسن اور خوب صورتی کے متعلق فرمایا: ''انہیں دیکھ کر مجھے ایسا لگا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے حسن کو پیدا کر کے آدھا ساری دنیا کو اور آدھا اکیلے حضرت یوسف ؑ کو عطا کیا ہے''۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس ؑ اور پانچویں پر حضرت ہارون ؑ اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ ؑ سے ملاقات ہوئی، ان تمام پیغمبروں نے آپ کو مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا، حضرت موسیٰ ؑ کی شخصیت کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ دراز قد، کم گوشت والے، سیاہ گھنگھریالے بال والے تھے، جیسا کہ قبیلہ شنوءہ کے افراد ہوتے ہیں، جب میں ان سے مل کر آگے بڑھا تو وہ رونے لگے، آواز آئی کہ اے موسیٰ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا: اے پروردگار! اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر بنایا، لیکن میری امت کی بنسبت اس کی امت کے لوگ جنت میں زیادہ جائیں گے۔ (مجھے میری امت کی بدنصیبی پر رونا آرہا ہے) جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ شخصیت بیت معمور سے ٹیک لگائی ہوئی بیٹھی ہے، بیت معمور ساتویں آسمان پر فرشتوں کا کعبہ ہے جس کا روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں جو ایک مرتبہ اس کا طواف کرتا ہے اس کی باری کبھی نہیں آتی۔ جبریل نے مجھ سے کہا: یہ آپ کے والد حضرت ابراہیم ؑ ہیں، آپ انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: نیک بیٹے اور نیک فرزند کو خوش آمدید ہو، آپ ﷺ آگے بڑھے تو سدرۃ المنتھیٰ کے پاس پہنچے، یہ بیری کا ایک درخت ہے، جس کے پتے ہاتھی کے کان جیسے اور اس کے پھل ''ہجر'' علاقے کے مٹکوں کی طرح تھے، اور اس پر انوار وتجلیات کی وہ بارش ہو رہی تھی جس کے حسن وخوبصورتی کو نہ میں بیان کرسکتا ہوں اور نہ ہی کوئی مخلوق۔ اس کی جڑوں سے چار نہریں بہہ رہی تھیں، میں نے جبریل ؑ سے پوچھا: یہ چار نہریں کونسی ہیں؟ جواب دیا کہ: ''دو نہریں جو اندر گئی ہیں وہ جنت کی نہریں ہیں اور جو دو ظاہری نہریں ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ (بخاری ومسلم)

نیل اور فرات کی نہروں کے متعلق مشہور سیرت نگار استاذ محترم مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری تحریر فرماتے ہیں: '' اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ آپ کی رسالت نیل وفرات کی

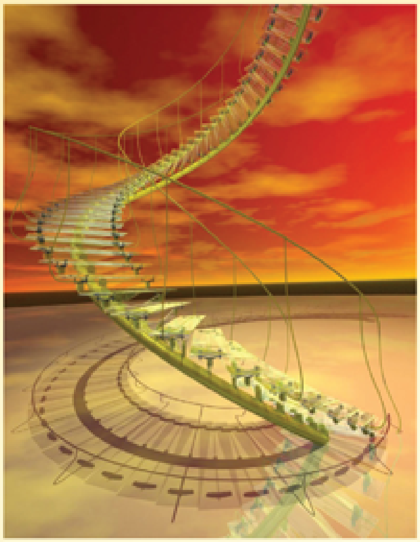

شاداب وادیوں کو اپنا وطن بنائے گی، یعنی یہاں کے باشندے نسلاً بعد نسل مسلمان ہوں گے، یہ نہیں کہ ان دونوں نہروں کے پانی کا منبع جنت میں ہے۔ واللہ اعلم''
(الرحیق المختوم)

سدرۃ المنتھیٰ کے پاس ہی رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبریل امین ؑ کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے اور وہ افق پر چھائے ہوئے تھے۔ (مسلم) پھر وہ اس قدر قریب آئے کہ آپ اور ان (جبریل ؑ) کے درمیان دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا (سورہ نجم)، یہ آپ ﷺ کا حضرت جبریل امین ؑ کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھنے کا دوسرا واقعہ ہے، پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے انہیں غار حرا سے اترتے وقت مکہ میں دیکھا تھا۔

جنت الفردوس کی سیر

پھر آپ ﷺ کو جنت کی سیر کے لیے لے جایا گیا، آپ نے دیکھا کہ جنت میں موتیوں کے خیمے ہیں اور جنت کی مٹی مشک ہے، پھر ایک نہر آپ کے لیے ظاہر کی گئی، جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا، جس کی مٹی خالص مشک کی اور اس کی کنکریاں موتیاں تھیں، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ نہر کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ (احمد) پھر آگے بڑھے تو آپ ؑ نے ایک مقام پر ایسی خوشبو محسوس فرمائی، اس جیسی خوشبو سارے جنت میں کہیں نہیں تھی، جبریل ؑ نے کہا: ''یہ خوشبو فرعون کی لڑکی کو کنگھی کرنے والی مومنہ عورت اور اس کے بچوں کے لیے ہے''۔ میں نے پوچھا: اس کا کیا واقعہ ہے؟ جبریل ؑ نے کہا: فرعون کے گھر میں ایک مومنہ عورت تھی جو اس کی لڑکی کو کنگھی کرتی تھی، ایک دن کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تو اس نے ''بسم اللہ'' کہہ کر اٹھا لیا، فرعون کی بیٹی نے کہا: تو نے میرے باپ کا نام نہیں لیا؟ اس نے جواب دیا: میں نے اس کا نام لیا ہے جو میرا اور تیرے باپ کا رب ہے۔ اس نے کہا: میں ابھی میرے باپ کو خبر کرتی ہوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ جب اس بات کی خبر فرعون کو دی گئی تو اس نے اسے بلا کر کہا: کیا میرے سوا بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: ہاں! اللہ جو میرا اور تیرا رب ہے۔ فرعون نے ایک تانبے کا برتن منگوایا اور اس میں تیل کڑکڑا کر اسکے تمام بچوں کو ایک ایک کر کے اس میں ڈالنے کا حکم دیا، اس کے پاس صرف ایک دودھ پیتا بچہ باقی رہ گیا، اس معصوم کی موت کے احساس نے اسے تڑپا دیا، لیکن اس بچے نے کہا: امی جان! چھلانگ لگا دو کیونکہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ (احمد) جب آپ جنت میں داخل ہوئے تو اپنے آگے کسی کے قدموں کی چاپ سنی، جبریل ؑ سے پوچھا: یہ آواز کس کی ہے؟ جواب ملا: یہ سیدنا بلال ؓ کی قدموں کی آواز ہے۔ (احمد)

دوزخ کا نظارہ

پھر آپ ﷺ نے دوزخ کا نظارہ کیا وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو نہ ہنستا تھا اور نہ اس کے چہرے پر خوشی اور بشاشت تھی، اس نے سپاٹ لہجہ میں آپ کا استقبال کیا، جب کہ اب تک ہر ایک نے آپ کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا تھا، آپ نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب دیا کہ یہ داروغہ دوزخ ''مالک'' ہے، یہ جناب جب سے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے آج تک کبھی مسکرایا نہیں۔

کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن پیتل کے ہیں، جس سے وہ اپنے چہرے اور سینوں کو کھرچ رہے ہیں۔ میں نے جبریل ؑ سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملے کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو یتیموں کا مال ظلماً کھا جاتے ہیں، ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے اور وہ اپنے منہ میں پتھر کے ٹکڑوں جیسے انگارے ٹھونس رہے تھے جو دوسری جانب ان کے پاخانے کے راستے سے نکل رہے تھے۔ آپ نے سود خوروں کو دیکھا، ان کے پیٹ اتنے بڑے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتے تھے اور جب آل فرعون کو آگ پر پیش کرنے کے لئے لے جایا جاتا تو ان کے پاس سے گذرتے وقت ان کو روندتے ہوئے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے زنا کاروں کو بھی دیکھا،

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

معراج النبی ﷺ صحیح احادیث کی روشنی میں

جن حالات میں رسول اقدس ﷺ کی دعوت کامیابی اور ظلم وستم کے درمیانی مرحلے سے گذر رہی تھی ، ظلم اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلام سے برسر پیکار تھا ، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معجزہ اسراء ومعراج کے ذریعے ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنی خدمت میں بلایا ، تاکہ آپ ﷺ کو اپنی قدرت کی وہ نشانیاں دکھائے جسے دیکھنے کے بعد آپ ﷺ کو عین الیقین کا وہ مقام حاصل ہوگیا کہ جسکے بعد آپ ﷺ کی نگاہ مبارک میں دنیا کی ساری طاقتیں ایک تنکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی تھیں، یہی وہ مقام ہے جس کا مشاہدہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ اپنے اولو العزم پیغمبروں کو کراتا رہا ہے ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کا نظام سلطنت دکھایا ، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کی کچھ بڑی نشانیاں دکھائیں ، پھر ان نشانیوں کو دکھانے کا مقصود اللہ ﷻ نے اپنے اس ارشاد سے واضح کردیا : ” تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو“ (انعام : ۷۵)

معراج کا واقعہ کس سال اور کس ماہ اور کس تاریخ کو پیش آیا اس کے متعلق علماء اور مورخین میں شدید اختلاف ہے تاریخ جو بھی ہو اکثر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسراء اور معراج کا یہ معجزہ ہجرت سے ایک سال پہلے اور آپ ﷺ کی روح اور جسم اطہر کے ساتھ پیش آیا۔ تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ معجزہ اسراء ومعراج پر ایمان لائیں۔

”اسراء“ رات میں چلنے کو کہتے ہیں، یہ وہ مبارک ومقدس سفر ہے جو رسول اقدس ﷺ نے مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک رات کے ایک مختصر سے حصے میں طے فرمایا۔ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورہ اسراء کی پہلی آیت میں کیا ہے:

”تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے وقت مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے اطراف ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے“۔

اور معراج کا واقعہ نہایت ہی اختصار سے سورہ نجم کی آیت نمبر ۵ سے آیت نمبر ۱۸ تک بیان کیا گیا ہے۔

معراج النبی ﷺ صحیح احادیث کی روشنی میں

واقعۂ معراج کی تفصیل بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی، ابوداؤد اور دیگر کتب حدیث میں آئی ہے، جو اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے:

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اور میں مکہ میں (اپنی چچیری بہن حضرت ام ہانی ؓ کے گھر میں سویا ہوا) تھا، پھر حضرت جبریل علیہ السلام اترے اور میں ابھی حالت خواب اور بیداری میں ہی تھا کہ مجھے بیت اللہ میں حطیم کے مقام پر لے آئے، پھر انہوں نے میرا سینہ پیٹ کے آخر تک چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا، پھر سونے کا ایک طشت جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، لایا گیا، ایمان اور حکمت سے میرے سینے کو بھر دیا گیا، پھر سینے کو جوڑ دیا، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے خانہ کعبہ سے باہر لائے، پھر ایک جانور (براق) لایا گیا جسے زین کسی ہوئی اور لگام پہنایا گیا تھا اس کا رنگ سفید اور گدھے سے کچھ بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا، اس کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی وہاں اس کا ایک قدم پڑتا تھا، جب آپ ﷺ نے اس پر سوار ہونا چاہا اس نے کچھ شوخی دکھائی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا ”یہ شوخی تو محمد ﷺ کے پاس دکھا رہا ہے؟، جب کہ تجھ پر آج تک کوئی ایسی ہستی سوار نہیں ہوئی جن کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس آپ ﷺ سے زیادہ ہو؟“ حضرت جبریل علیہ السلام کے فرمان سے اس کے پسینے چھوٹ گئے، پھر آپ ﷺ اس پر سوار ہوکر بیت المقدس تشریف لائے اور براق کو مسجد کے دروازہ کے قریب صخرہ کے پاس باندھ دیا، جہاں کہ انبیاء علیہم السلام اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں دو پیالے پیش کئے گئے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ آپ ﷺ نے دودھ کو نوش فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا اگر آپ شراب نوش کئے ہوتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔ پھر آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے، وہاں پر آپ نے امام بن کر تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی امامت کی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پیچھے کس کس نے نماز ادا کی ہے؟ آپ کی امامت میں تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام نے نماز ادا کی (مسلم)

آسمانوں کے اوپر

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس کے بعد معراج (سیڑھی) لائی گئی، وہ اس قدر خوب صورت ہے کہ میں اس کے حسن کی تعریف بیان نہیں کرسکتا، پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف چڑھے، جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا، پہلے آسمان کے محافظ فرشتے نے پوچھا کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: میں جبریل ہوں۔ اس نے پوچھا: آپ کے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ اس نے پھر پوچھا: کیا آپ کو یہاں آنے کی دعوت دی گئی ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر اس نے دروازہ کھولا اور ہمیں خوش آمدید کہا، میں نے وہاں پر ایک بزرگ کو دیکھا جن کے دائیں اور بائیں جانب جھنڈ نظر آرہے تھے، جب وہ داہنے جانب دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو غمزدہ ہوجاتے ہیں۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: جبریل! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، آپ انہیں سلام کیجیے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب دیا اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: نیک پیغمبر اور نیک فرزند کے لئے خوش آمدید ہو۔ پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے ان کے دائیں اور بائیں جانب نظر آنے والے جھنڈ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں جانب جو جھنڈ دیکھے ہیں یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، داہنے طرف والے بہشتی ہیں، جب وہ انہیں دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں جب انہیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

پھر آپ دوسرے آسمان پر پہنچے، وہاں دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات فرمائی، ان دونوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا، آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ آپ

مولانا محمد شاہنواز عالم قاسمی (دارالعلوم دیوبند)

جہیز خاندانی ادارے کے لیے عظیم چیلنج

عصر حاضر میں خاندانی ادارے کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے اُن سب کا احاطہ تو شاید ممکن نہ ہو، ہر معاشرے میں یہ چیلنج ایک دوسرے سے مختلف ہیں بلکہ بعض حالات میں متضاد بھی مثلاً کہیں جہیز کا اژدھا بے شمار جوانیوں کو چاٹ جاتا ہے اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں عفت مآب دوشیزائیں ہوس پرست نوجوانوں اور ان کے والدین کی ''ہل من مزید'' کی خواہشات کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں دوسری طرف کوئی باپ اپنی جوان بیٹی کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے لیے دندانِ حرص تیز کر رہا ہوتا ہے، رسول اللہ نے اِن دوطرفہ ہوس پرستوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''عورت سے نکاح چار اسباب کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کے باعث، اس کے حسن وجمال کے سبب سے، اور اس کے دین کے تعلق سے، لہذا تم دیندار خواتین کو منتخب کرو'' (بخاری ومسلم) نیز آپ انے ارشاد فرمایا: جب کوئی ایسا شخص جس کے دین اور اخلاق پسندیدہ ہوں نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح کر لیا کرو، بصورت دگر زمین میں فتنہ وفساد برپا ہوگا'' (سنن ترمذی) نکاح کے لیے مال ودولت کو معیار بنانا اللہ تعالی کو پسند ہے اور نہ آپ کے رسول کو، ارشاد ربانی ہے: اگر وہ غریب ہوں تو اللہ تعالی اپنے فضل سے ان کو غنی فرمادے گا'' (النور ۱۸۔۳۲)

جہیز کی حقیقت : بری درحقیقت زوج (لڑکے والوں) کی طرف سے زوجہ یا اہلِ زوجہ کو ہدیہ ہے اور جہیز جو درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے فی نفسہ امر مباح بلکہ مستحسن ہے (اصلاح الرسوم ۵۶) اگر خدا کسی کو دے تو بیٹی کو خوب جہیز دینا بُرا نہیں مگر طریقے سے ہونا چاہیے جو لڑکی کے کچھ کام بھی آوے'' (حقوق البیت ۵۲)

جہیز میں قابل لحاظ امور : جہیز میں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے: اول تو اختصار؛ یعنی گنجائش سے زیادہ کوشش نہ کرے۔ دوم یہ کہ ضرورت کا لحاظ کرے یعنی جن چیزوں کی ضرورت فی الحال ہو وہ دینا چاہیے۔ سوم یہ کہ اعلان نہ ہو کیوں کہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کے فعل سے جو اس روایت میں مذکور ہے تینوں امر ثابت ہیں۔ (اصلاح الرسوم ۹۳)

حضرت فاطمہؓ کا جہیز : سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز یہ تھا : دو یمنی چادر، دو نہالی جس میں السی کی چھال بھری تھی، چار گدے، چاندی کے دو بازو بند، ایک کملی، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے (ازالۃ الخفا واصلاح الرسوم ص:۹۳)

حضرت فاطمہؓ کے جہیز کی حقیقت :

ہمارے معاشرہ میں جب جہیز کی بات آتی ہے تو سارے عہد نبوی سے ایک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اکلوتی مثال کو اس قدر زور بیان اور قوت استدلال فراہم کر دیا جاتا ہے، گویا سنت نبوی کا تمام تر انحصار اسی پر ہے۔ سیدہ فاطمہ کے اسباب کے ذریعے جہیز کو مسنون ثابت کرنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اور دیگر صاحبزادیاں تھیں، آپ ﷺ نے انہیں کتنا سامان جہیز دیا، اگر نہیں دیا ہے تو کیا وجہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ یہ تلقین فرما رہے ہیں : اولاد کو عطیہ دینے میں مساوات کو پیش نظر رکھو۔ (بیہقی)

ایک صحابی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اپنے ایک بیٹے کو عطیہ دینے کے سلسلہ میں گواہ بنانے حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: کیا ساری اولاد کو اسی طرح کے عطیات دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اولاد کے بارے میں انصاف سے کام لو، کسی ایک کو دینا دوسرے کو نظر انداز کر دینا ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔ (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ کے ہاں یہ معاملہ آتا ہے تو ایک بیٹی کو جہیز دے کر روانہ کرتے ہیں اور دوسری بیٹیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے : میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا۔

بخدا دامن نبوت ہر قسم کی ناانصافی سے پاک ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر صحیح روایت سے یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا سامان اپنے پاس سے دیا اور ان چار سو اسی دراہم سے نہیں خریدا گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا واحد اثاثہ غزوۂ بدر میں ملنے والی زرہ کو فروخت کر کے حاصل کیا تھا تو بھی صورت حال علاحدہ تھی، بعثت نبوی سے پہلے کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا ابو طالب کی معاشی تنگی کا شدت سے احساس تھا، ایک روز آپ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے ہم ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ ان کا ایک بیٹا میں لیتا ہوں ایک آپ لے لیں، اس طرح ان کی معاشی ذمہ داری کم ہو جائے گی، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت آپ کے ذمہ تھی اسی لیے مدینہ منورہ میں مواخات کے موقعے پر جب ایک ایک انصاری اور ایک ایک مہاجر کو بھائی بنا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ میرا بھائی ہے۔

مطلب یہ تھا کہ اس کی کفالت جس طرح مکہ معظمہ میں میرے ذمے تھی اب بھی میرے ذمے ہے، چونکہ حضرت علی کی کفالت آپ کی ذمے داری تھی اس لیے حضرت علی نے جب نیا گھر بسانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کے سرپرست ہونے کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے کچھ ضروری سامان ساتھ کر دیا جسے بعد میں ہوپرستوں نے کچھ کا کچھ کر دیا۔

مروجہ جہیز کی خرابیاں : مگر اب جس طرح سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا نہ صلہ رحمی، بلکہ ناموری اور شہرت اور رسم کی پابندی کی نیت سے کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے، معین اشیاء ہوتی ہیں، خاص طرح کے برتن بھی ضروری سمجھے جاتے ہیں، جہیز کے اسباب بھی معین ہیں کہ فلاں چیز ضروری اور تمام برادری اور گھر والے اس کو دیکھیں گے، جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور اور جہیز کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ آپ خود فرمایئے یہ پوری ریا دکھلاوا ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔

اگر صلہ رحمی مقصود ہوتی تو کیف ما اتفق جو میسر آتا اور جب میسر آتا بطور سلوک کے دے دیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لیے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا، لیکن ان دونوں رسموں کو پورا کرنے کے لیے اکثر اوقات مقروض بھی ہوتے ہیں گو سود ہی دینا پڑے اور گو باغ ہی فروخت یا گروی ہو جائے پس اس میں التزام مالا یلزم اور نمائش اور شہرت اور اسراف وغیرہ خرابیاں موجود ہیں، اس پر بھی بطریق متعارف (مروجہ طریقے سے) ممنوعات کی فہرست میں داخل ہوگیا۔

(ازالۃ الخفا واصلاح الرسوم ص:۵۱،۵۲)

ان کے سامنے تازہ اور فربہ گوشت تھا اور اسی کے پہلو بہ پہلو سڑا ہوا چھچھڑا بھی تھا، یہ لوگ تازہ اور فربہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا چھچھڑا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان عورتوں کو دیکھا جو دوسروں سے زنا کے ذریعے حاملہ ہوتے ہیں، لیکن لاعلمی کی وجہ سے بچہ ان کے شوہر کا سمجھا جاتا ہے، آپ نے انہیں دیکھا کہ ان کے سینوں میں بڑے بڑے ٹیڑھے کانٹے چبھا کر انہیں آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ آپکی امت کے بے عمل خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکیوں کا حکم دیتے اور اپنے آپکو بھول جاتے تھے۔ (احمد) آپ ﷺ آگے بڑھائے گئے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں کہ تقدیر لکھنے والے قلموں کی آواز سنائی دے رہی تھی (مسلم) اس مقام پر آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے جو وحی بھیجی اور آپ ﷺ کو تین تحفے عطا فرمایا پہلا تحفہ: دن اور رات میں پچاس وقت کی نماز۔ دوسرا تحفہ: سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔ تیسرا تحفہ: آپ کے ہر اس امتی کے لیے بخشش کا وعدہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کا دیدار

اس بارے میں امت کے کئی طبقوں میں شدید اختلاف ہے کہ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار نہیں کیا اور نہ ہی کوئی شخص اپنی ان دنیوی آنکھوں سے رب العالمین کا دیدار کرسکتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنا دیدار کرانے کی مانگ کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے، لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھیے، اگر یہ اپنی جگہ پر باقی رہ جائے، تو مجھے دیکھ لے گا، پس جب اس پہاڑ پر ان کے رب کی تجلی کا ظہور ہوا، تو اسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے،، (اعراف: ۱۴۳)

ابوذر غفاری ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''وہ تو سراسر نور ہے، میں اسے کہاں دیکھ سکتا ہوں''۔ (مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے وہ نور دیکھا جو رب العالمین کا حجاب ہے: ''میں نے نور دیکھا''۔ (احمد)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس شخص نے اللہ پر سب سے بڑا جھوٹ گھڑا ہے''۔ (مسلم)

اور جب اس کے راوی مسروقؒ نے حضرت عائشہؓ سے کیا سوال کیا کہ: کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: تمہارے اس سوال نے میرے رونگٹے کھڑے کردیے، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھا: ''کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں'' حضرت ابوبکر صدیق ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے، اگر وہ کھول دے تو اس کے چہرے کی چمک، رب العالمین کی نگاہ جہاں تک ہے، ساری مخلوق کو بھسم کردے گی''۔ (مسلم)

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مومن قیامت کے دن جنتی آنکھوں سے اللہ رب العالمین کا دیدار کریں گے، اور یہ جنتیوں کے لیے جنت سے بھی عظیم نعمت ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشورہ

جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے یہ تحفے لے کر ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو آپ نے رسول اکرم ﷺ کی زبانی آپ کی امت کو یہ پیغام دیا: ''آپ اپنی امت کو میرا سلام سنائیے، اور انہیں میرا یہ پیغام بھی پہنچائیے کہ جنت کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان ہے اور اس میں درخت، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے لگتے ہیں''۔ (ترمذی)

آپ ﷺ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: دن اور رات میں پچاس وقت کی نمازیں۔ کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف طلب کریں، کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے بہت کم پر آزمایا ہے۔ آپ ﷺ واپس گئے اور رب العالمین سے تخفیف کی درخواست کی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے منظور فرماتے ہوئے آخر کار صرف دن اور رات میں پانچ نمازیں کردیا اور فرمایا: یہ آپ کی امت کے لیے پانچ ہیں لیکن میرے پاس پچاس ہیں، ان میں سے جو ایک وقت کی نماز ادا کرے گا میں اسے دس نمازوں کا ثواب عطا کروں گا۔ (مسلم) جب آپ کا گذر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ: آپ واپس جائیں اور مزید تخفیف کرائیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حضرت ابوبکر ؓ کی تصدیق

پھر آپ ﷺ واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے پاس سے ابوجہل گذرا اور اس نے بطور استہزاء پوچھا: کیا آج کی کوئی نئی خبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہے اور وہ یہ کہ میں رات کے ایک حصے میں بیت المقدس ہو آیا ہوں۔ اس نے کہا: اگر میں قریش کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے بھی یہی بات کہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کہوں گا۔ اس نے تمام لوگوں کو اکٹھا کرکے کہا کہ اب آپ نے جو بات مجھ سے کہی ہے وہ ان سے کہیں۔ آپ ﷺ نے ساری حقیقت لوگوں میں بیان کردی، کوئی تالیاں پیٹنے لگا، کوئی تعجب سے جھلاتے ہوئے اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر لوگوں نے کہا: کیا آپ مسجد اقصیٰ کے اوصاف گنا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے مسجد اقصیٰ کی کیفیت اور اس کے صفات کو گنانا شروع کیا، لیکن کچھ باتوں میں شبہ میں مبتلا ہوگیا، پھر یکایک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس لاکر اتنا قریب کردیا جتنا کہ عقیل کا گھر ہے، اور میں ان کے ہر سوال کا جواب دینے لگا۔ لوگوں نے کہا صفات تو بہرحال وہی ہیں جو آپ ﷺ نے بیان کئے ہیں (نسائی)

اسی دوران کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ سے کہا: تمہارے پیغمبر کا دعویٰ ہے کہ وہ رات کے ایک حصے میں مکہ سے بیت المقدس جاکر واپس مکہ آئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: اگر میرے پیغمبر نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے تو میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ لوگوں نے کہا: کیا آپ ان کی اس بارے میں بھی تصدیق کریں گے کہ وہ ایک ہی رات میں مکہ سے ملک شام جاکر واپس آئے؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا: جب آپ ﷺ کی تصدیق میں اس سے زیادہ دور (آسمان) کی باتوں میں کرتا ہوں تو پھر یہ کیا چیز ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر ؓ کو صدیق کا خطاب دیا گیا۔ (احمد)

موج

ظلام بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
ابھر کر جس طرف چاہے نکل جا!
(اقبال)

عقل

ترے سینے میں دم ہے، دل نہیں ہے
ترا دم، گرمی محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے، منزل نہیں ہے
(اقبال)

آپ کے مسائل کا حل

نبی اکرم ﷺ یا اپنی اولاد کی قسم کھانا

سوال: بعض لوگ نبی اکرم ﷺ یا اپنی اولاد کی قسم کھاتے ہیں، اُن کا کوئی شرکیہ مقصد نہیں ہوتا محض عادت پڑ جاتی ہے تو کیا اُس پر مواخذہ ہوگا؟

جواب: نبی کریم ﷺ یا کسی بھی مخلوق کی قسم کھانا جائز نہیں بلکہ حرام اور شرک ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے" (بخاری، مسلم) آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:" جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی وہ کافر یا مشرک ہوگیا" (ابوداؤد، ترمذی: صحیح) اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں۔

امام ابن عبدالبرؒ نے اس بات پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں، اس لیے مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ سے بھلائی اور اجر عظیم کی امید میں اور اس کے غضب وعقاب سے ڈرتے ہوئے، غیر اللہ کی قسم کھانے سے بچے، اور اگر ماضی میں ایسا کرتا رہا ہے تو توبہ کرے، دوسرے گناہوں سے بھی توبہ کرے اور حق بات پر قائم رہے۔

قیامت کی نشانیاں

سوال: ہم سنتے رہتے ہیں کہ جب تک اسلام پوری دنیا میں پھیل نہیں جائے گا قیامت نہیں آئے گی اور یہ بھی سنتے ہیں کہ جب تک زمین پر لا الہ الا اللہ کہنے والا رہے گا، قیامت نہیں آئے گی، ان دونوں باتوں میں کیسے موافقت پیدا ہوسکتی ہے؟

جواب: دونوں ہی قول صحیح ہیں، صحیح احادیث میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ" قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر تشریف نہیں لائیں گے پھر دجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے، دولت کی ریل پیل ہوگی، جزیہ کو ختم کردیا جائے گا اور اسلام یا تلوار کے سوا کچھ قبول نہیں کیا جائے گا"۔

انکے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو مٹادے گا اور صرف ایک اللہ کا سجدہ ہوگا۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور کوئی دوسرا دین باقی نہ رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب قیامت آئے گی تو بدترین لوگ رہ جائیں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد، اللہ تعالیٰ ایک اچھی ہوا بھیجے گا جو تمام مومن مردوں اور عورتوں کی روح قبض کرلے گی۔ ان کے بعد صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے جن کی موجودگی میں قیامت آئے گی۔

جیوتشیوں اور کاہنوں سے علاج کرانا

سوال: میرے والد نفسیاتی مریض تھے اور ایک زمانے تک اس مرض میں مبتلا رہے، اس دوران ہاسپٹل سے بھی علاج ہوا لیکن ہمارے ایک قریبی رشتے دار نے مشورہ دیا کہ ان کو ایک عورت کے پاس لے جائیں، اس عورت کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ اس طرح کی بیماریوں کا علاج جانتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس عورت کو صرف مریض کا نام بتادیا جائے وہ اس کی بیماری اور علاج بتادے گی۔ ایسی صورت میں کیا ہم اس عورت کے پاس جاسکتے ہیں؟

جواب: اس طرح کی عورتوں سے پوچھنا اور اس کو ماننا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کا تعلق ان کاہنوں اور پیشین گوئی کرنے والوں سے ہے جو علم غیب کا دعوی کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی پیشین گوئی کرنے والے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی"۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کسی پیشین گوئی کرنے والے یا کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی اس نے دین محمدی کا انکار کیا"۔

اس مفہوم کی بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

اس لیے ان لوگوں کی تردید کرنا اور ان کے پاس جانے والوں کی تردید کرنا، ان سے سوال نہ کرنا اور ان کی باتوں کی تصدیق نہ کرنا اور ان کے معاملات کو حکام کے پاس پیش کرنا واجب ہے تاکہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا پاسکیں۔ ان کو یونہی چھوڑ دینا معاشرہ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ جاہلوں کو ان سے دھوکہ کھانے اور ان کے پاس آنے جانے کی شہہ ملتی رہے گی جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" تم میں سے جو کوئی کسی بُری چیز کو دیکھے اس کو اپنی طاقت سے ختم کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے"۔

ایسے لوگوں کو محکمہ انسداد شر یا عدالت کے سامنے پیش کرنا یقیناً زبان سے ان کو روکنے کے دائرہ میں آتا ہے نیز نیکی اور تقویٰ میں تعاون کے قبیل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اچھی توفیق عنایت کرے اور ہر طرح کی بُرائیوں سے محفوظ رکھے۔

"فلاں پچھتر کی وجہ سے بارش ہوتی ہے" کہنا درست نہیں

بعض دیہی علاقوں میں یہ رائج ہے کہ جب آسمان پر ایک مخصوص تارہ ظاہر ہوجاتا ہے جس کا نام بھی لوگوں کو معلوم ہے تو لوگ یہ عقیدہ رکھنے لگتے ہیں کہ اب بارش شروع ہوجائے گی۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اس قسم کا عمل یا اعتقاد جائز نہیں ہے۔ یہ ایک بے بنیاد اور غلط چیز ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" جس نے نزول بارش کے وقت کہا کہ یہ بارش اللہ کے فضل اور رحمت سے ہورہی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور کواکب کا منکر ہے اور جس نے یہ کہا کہ فلاں اور فلاں پچھتر کی وجہ سے بارش ہورہی ہے تو ایسا کہنے والا کافر ہے اور کواکب پر اس کا ایمان ہے"۔ (بخاری، مسلم)

مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جاہلیت کے چار رسوم موجود ہیں یہ امت ان کو چھوڑتی نہیں ہے۔ ایک تو اپنے حسب ونسب پر اظہار فخر اور دوسروں کے خاندان پر کیچڑ اچھالنا، پچھتروں سے بارش طلب کرنا، مردے پر نوحہ کرنا"۔ نیز یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے تائب نہیں ہوتی تو اُسے قیامت کے دن اس انداز میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس کے بدن پر گندھک کا لباس اور خارش کا زرہ ہوگا"۔

ٹیلیویژن اور سنیما کے پردے پر اداکاراؤں کو دیکھنے کا حکم

سوال: مردوں کے لیے ان عورتوں کے چہروں یا جسموں کو دیکھنے کا کیا حکم ہے جو بطور اداکارہ یا مغنیہ ٹیلیویژن یا سنیما یا ویڈیو کے پردوں پر دکھائی جاتی ہیں یا وہ تصویر جو کاغذ پر چھپی ہوتی ہیں؟

جواب: ان کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اس لیے کہ اس سے فتنے جنم لیتے ہیں اور سورہ نور کی یہ آیت" مومنین سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ان کے لیے اسی میں پاکیزگی ہے، اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے جو لوگ کرتے ہیں" (النور ۳۰)

عورتیں کاغذوں پر دکھائی دیں یا ٹیلیویژن کے پردوں پر بہر صورت نظریں نیچی رکھنا ضروری ہے۔

اعجاز الدین عمری (کویت)

نگاہ مرد مومن

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوج دشمن سے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ آپ نے 'ساریہ' نامی ایک شخص کو اس ٹکڑی کا ذمہ سونپا تھا... پھر ایک جمعہ آپ منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے..... (اچانک) لوگوں نے سنا کہ وہ منبر پر سے آواز دے رہے ہیں "اے ساریہ! پہاڑی پر.. اے ساریہ پہاڑی کی جانب.....! جب فوج معرکہ سر کر کے واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ گھمسان کی جنگ چل رہی تھی... اتنے میں امیر المومنین کی آواز سنائی پڑی... آواز کو سن کر ساریہ نے کچھ بھی تاخیر نہیں کی اور پہاڑ کی جانب سے حملہ کیا... اور اسلامی فوج فتحیاب ہوگئی.. جبکہ ساریہ کی فوج اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مابین کم و بیش ایک مہینے کی مسافت تھی۔

استقامت

ایک مشہور بزرگ پیدل کہیں چلے جا رہے تھے، چلتے چلتے جب تھک گئے تو سرِ راہ موجود ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھ کر تھوڑی دیر آرام فرمایا...... اور جب جانے لگے تو درخت کا شکریہ ادا کیا پھر پوچھا: میرے یہاں بیٹھنے سے تجھے تکلیف تو نہیں ہوئی......؟ درخت نے کہا...... "تم انسان بڑے ناصبور ہو...... مگر ہم تمہاری طرح نہیں ہوتے...... اب یہی دیکھیے نا کہ تم ہم پر سنگ باری کرتے ہو، ہمارے پھل پھول توڑ لیتے ہو، اور پتے جھاڑ دیتے ہو...... مگر بتاؤ تو سہی کیا کبھی ہم نے تم سے اس کا انتقام لیا؟ ہم نے کبھی سایہ دینا چھوڑ دیا......؟ بڑے میاں کو اس کی باتوں پر بڑا ترس آیا، ہمدردی جتاتے ہوئے کہنے لگے: "پھر بھی لوگ تمہیں کاٹ دیتے ہیں اور جلا کر خاکستر کر دیتے ہیں......!؟ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟" درخت نے جواب دیا: میں تو زمین کو مضبوطی سے تھامے رہتا ہوں...... مگر جب ہوائیں چلتی ہیں تو کبھی ادھر اور کبھی اُدھر جھول جاتا ہوں...... لہروں میں تھپیڑے کھاتی نیا کی طرح ڈانواڈول ہو جاتا ہوں...... شاید یہی کمزوری ہے اور شاید اسی سبب میری ساری نیکیاں اکارت جاتی ہیں۔ بزرگ مسکرادئے اور گویا ہوئے "تو تجھ میں کمی صرف استقامت کی ہے"۔

مومن ہوتو........

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا.....

"آپس کی محبت، رحم آوری اور دلجوئی میں مومنوں کی مثال ایک جسم (وجان) کی ہے۔ جب اس کا کوئی ایک حصہ بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم ہی بخار زدہ رہتا ہے اور جاگ جاگ کر رات بتاتا ہے"

"مومن" (خود بھی بڑا) مانوس طبیعت کا ہوتا ہے اور (دوسرے) بھی اس سے (اتنا ہی) مانوس رہتے ہیں "اس میں تو خیر کچھ بھی نہیں الفت نہ جس میں ہے اور نہ کوئی اس سے الفت رکھتا ہے۔ لوگوں میں سب سے بہتر تو وہی ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے"۔

"جس کے نصیب میں کچھ بھی نرمی آئی ہو، اسے تو اپنے حق کا خیر بھی ملا ہے"

جب ہماری ہوا اکھڑ گئی

مسلم اسپین، اندلس..... ملت اسلامیہ کے دلوں کی دھڑکن چراغ امید... آرزوؤں کا جلتا دیا.. مگر اموی سلطنت کے سقوط کے بعد یہی فتنوں کی آماجگاہ بن گیا... کم و بیش چھبیس بادشاہوں نے اس عظیم اقتدار کو رسہ کشی کا اکھاڑا بنادیا.. ملت کی جمعیت تسبیح کے دانوں کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئی... رخ کیا مڑے کہ دل ہی بدل گئے۔ حقد و حسد کا وہی مرض کہن دبے پاؤں گھس آیا۔ بغض و عداوت نے رنجشیں بڑھائیں اور حرص و آز نے عزت و دولت کا لٹیرا بنادیا، ہر دو گز زمین کا مالک دوسرے پر چڑھ دوڑنا چاہتا تھا... اسی زمانہ کا واقعہ ہے.. 'قرطبہ' کے بادشاہ عبدالملک بن جہور کو 'طلیطلہ' کے بادشاہ مامون بن ذی النون سے دھمکیاں ملنے لگیں، مامون کی نظریں قرطبہ پر لگی تھیں کیونکہ ماضی میں یہی اسلامی خلافت کا دار السلطنت تھا۔ یہ علم اور علماء کی نگری تھی اور اہم تجارتی مرکز بھی تھا... خواہشوں نے کمر کسوائے اور لشکر کشی کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ مامون قرطبہ کو یک جست اپنے قبضہ میں لینا چاہتا تھا مگر جب اس کی اطلاع عبدالملک کو ملتی ہے تو 'اشبیلہ' کے بادشاہ کے پاس دست سوال دراز کرتے ہوئے اپنا ایلچی روانہ کرتا ہے کہ اس نازک مرحلہ میں وہ اس کی مدد کرے ....جواب میں ایک لشکر جرار عبدالملک کی مدد کے لیے پہنچتی ہے.. معتمد کی قوت و شوکت کو دیکھ کر مامون کے پیروں تلے زمین کھسک جاتی ہے.. وہ ہیبت زدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ عبدالملک نے اس احسان کا شکریہ بڑی سعادتمندی سے ہی ادا کیا... مگر حالات اس کے لیے خوش آئند ثابت نہ ہو سکے... معتمد کی تازہ دم فوج نے باہم مشورہ کیا اور قرطبہ پر یک بیک حملہ کیا، تخت و تاج کو تاراج کیا اور ملک کا اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لیا، مکانوں پر ہی نہیں مکینوں پر بھی دست درازی کا سلسلہ روا رکھ دیا، عبدالملک شکستہ زور تو تھا ہی حواس باختہ بھی ہوگیا ...اس کو اور اس کے بوڑھے باپ کو بھی دست بستہ و پابہ زنجیر کال کوٹھری میں بند کر دیا گیا۔ جیل کی تاریکیوں میں جب باپ نے خود اپنی اور اپنے بیٹے کی خستہ حالی اور ذلت و رسوائی کو دیکھا تو اپنے لخت جگر سے کہنے لگا" بیٹا! یہ مظلوموں کے دل کا نالہ ہے، جس نے ہمیں اس حال میں پہنچایا ہے، پھر اپنی نگاہیں آسمان کی جانب اٹھا کر کہتا ہے "اے اللہ" تو نے جس طرح مظلوموں کے لیے ہم سے انتقام لیا ہے... ہمارے لیے بھی ظالموں سے انتقام لے"

اللہ کے نام سے

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرو، کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، پانی پیو تو بسم اللہ کہہ کر پیو، غرض کوئی بھی کام کرنا ہو اس سے پہلے بسم اللہ کہہ لیا کرو۔ بسم اللہ نہ کہنے سے اس کام میں بے برکتی ہوتی ہے اور اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ پیارے نبی ﷺ کے ایک صحابی ہیں، وہ ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ پیارے نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اسی درمیان آپ کے پاس کھانا لایا گیا۔ ہم لوگ کھانا کھانے کے لیے ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی اور بغیر بسم اللہ کہے کھانے میں ہاتھ ڈالنے چلی، پیارے نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی دوڑتا ہوا آیا اور بسم اللہ کہے بغیر کھانے کی طرف لپکا۔ پیارے نبی نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: جانتے ہو یہ دونوں کیوں دوڑتے ہوئے کھانے کی طرف آئے ہیں؟ اصل میں جب ہم لوگوں نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا تو شیطان نے سوچا کہ اب تو ہم اس کھانے میں شریک نہ ہو سکیں گے، اس لیے اب اس میں کسی ایسے آدمی کو شریک کر دیں جو بغیر بسم اللہ کہے کھانے لگے۔ پھر ہمیں بھی اس میں شریک ہونے کا موقع مل جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی وجہ سے لڑکی کو دوڑاتا ہوا لایا تھا، مگر جب میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس دیہاتی کو دوڑاتا ہوا آیا کہ یہ دیہاتی آدمی ہے۔ یہ بھی بغیر کہے کھانا شروع کر دے گا، پھر ہم اس کے ساتھ شریک ہو جائیں گے، لیکن جب میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا تو اب اس کے لیے کوئی صورت نہیں رہی کہ وہ ہمارے کھانے میں شریک ہو سکے۔

بچو! دیکھا تم نے شیطان کی چال، شیطان کی چال سے ہوشیار رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو بسم اللہ کہنا بھلا دے اور تمہارے کھانے پینے اور دوسرے کاموں میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہو جائے۔ یاد رکھو! شیطان جس کام میں بھی شریک ہوگا اس کام میں برکت نہیں ہو سکتی۔

اللہ پر ایمان

ہر ایک مسلمان سے گزارش ہے کہ للہ
بھولے سے نہ بھولے وہ کبھی آمنّا باللہ
اور اس کا ہے مطلب کہ ہمیں اس پہ یقیں ہے
اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے
بے رنگ ہے بے مثل ہے بے عیب اکیلا
ہے اول و آخر وہی لاریب اکیلا
دنیاؤں کا مالک بھی ہے خالق بھی وہی ہے
ہم سب کا محافظ بھی ہے رازق بھی وہی ہے
وہ قادرِ مطلق بھی ہے مختار بھی ہے وہ
وہ قاہر و جابر بھی ہے غفار بھی ہے وہ
جو ظاہر و باطن ہے وہ سب دیکھ رہا ہے
اپنے ہیں جو اچھے بُرے ڈھب دیکھ رہا ہے
اس کی ہی رضا ڈھونڈنا ہے کام ہمارا
اور اپنے ہی اعمال ہیں انعام ہمارا

سوالات:

(۱) کوئی بھی کام کرنا ہو تو اس سے پہلے کیا کہنا چاہیے؟
(۲) کسی کے کھانے پینے میں شیطان مردود کب شریک ہو جاتا ہے؟
(۳) جس کام میں شیطان شریک ہو جائے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟
(۴) اچھے بچے ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں آپ بھی اچھے بچے ہیں کیا آپ بھی ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں؟
(۵) معلوم کریں کہ کیا آپ کے بھائی، بہن، اور آپکے ابو امی ہر کام سے پہلے بسم اللہ کہتے ہیں؟

محمد خالد اعظمی (کویت)

قبلہ اول کا تحفظ فرض ہے

استنبول ۔علامہ یوسف قرضاوی نے امت مسلمہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قبلہ اول کے تحفظ کے لئے اور فلسطینیوں کی مدد کے لئے متحد ہوجائیں۔ استنبول میں دوروزہ یکجہتی کانفرنس کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے علامہ قرضاوی کا کہنا تھا کہ مظلوم فلسطینی عوام کی مدد پوری امت کو اپنے تمام تر وسائل وذرائع اکٹھا کرکے فلسطینیوں کی مدد اور قبلہ اول کو آزاد کرانا ہوگا۔ جب تک پوری امت مسلمہ ظلم کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کا کردار ادا نہیں کرے گی مسائل حل نہیں ہونگے۔ شیخ قرضاوی نے مزید کہا کہ اس کانفرنس کا مقصد مسلم امت کو یہ پیغام دینا ہے کہ قبلہ اول کے حوالے سے اس پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس کی آزادی کے لئے کوششیں اس پر فرض ہے۔انہوں نے اسرائیلی مظالم کے سامنے فلسطینی عوام کے صبر واستقامت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ فلسطینی عوام نے اسرائیلی طاقت کے استعمال کے سامنے جس جرات اور بہادری کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔

میں اسلام کا احترام کرتاهوں

اردن ۔عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ بینڈکٹ نے کہا کہا کہ مذہبی آزادی انسانی حق ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے اپنے دل میں بے حد عزت اور احترام رکھتے ہیں۔انہوں نے یہ بات شاہ عبداللہ اور ملکہ رانیا کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں کہی۔

امریکہ میں غذائی قلت ...؟

واشنگٹن : امریکہ میں کساد بازاری اور اقتصادی زبوں حالی کے باعث پانچ سال کی عمر کے ۱۷فیصد بچوں کو غذائی قلت لاحق ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے۔امریکی سنس بیورو اور محکمہ زراعت کے مطابق امریکہ میں ان ۳۵ لاکھ بچوں کو بھوک کا خطرہ لاحق ہوچکا ہے جن کی عمریں ۵ سال اور اس سے کم ہیں۔ مطالعاتی رپورٹ کے مطابق امریکہ کی ۱۱ ریاستوں میں ۵ سال کی عمر تک کے ۲۰ فیصد سے زائد بچے بھوکے ہوجائیں گے۔

اس نے پورا بخاری شریف یاد کر لیا

حیدرآباد۔ ہندوستانی ریاست آندھراپردیش کے مشہور شہر حیدرآباد سے ایک کم سن طالبہ سیدہ ناز نے بخاری شریف کے سارے احادیث یاد کر لیے ہیں۔ مذکورہ طالبہ نے اس سے قبل سات ماہ کی قلیل مدت میں قرآن مجید کے حفظ کی تکمیل بھی کی تھی۔ اس نے آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی بخاری شریف کو یاد کرنے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔ عصر حاضر میں یہ اپنی نوعیت کا ایک انفرادی کارنامہ ہے۔ بچی حیدرآباد کے دار العلوم اہل سنت انوار الحرمین میں تعلیم حاصل کررہی ہے۔

شیطان کی پوجا کرنے والے گرفتار

ایران : تہران کے جنوبی علاقے میں حفاظتی دستوں نے شیطان کی پوجا کرنے والے ۱۰۴افراد کو گرفتار کرکے ان کے پاس سے شراب، اور دیگر منشیات برآمد کی ہیں۔ قابل ذکر یہ ہے کہ یہ گروپ اپنی کھال کاٹ کر اپنا ہی خون پینے جیسا گھناؤنا کام کرنے میں ملوث ہیں، اور اس گروپ کے تمام ممبران مرد ہیں۔

ہندوستان میں خواتین کا قتل

نئی دهلی :ہندوستان جیسی جمہوری ملک میں ایک لاکھ سے زائد نوجوان خواتین کو گھریلو تشدد کے ذریعہ زندہ جلا دیا گیا۔ زیادہ تر مہلوک خواتین کی عمریں ۱۵ تا ۳۴ سال کے درمیان کی ہیں۔ ہندوستان میں گھریلو تشدد نہایت سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے۔ جہیز کی لعنت کے سبب، خواتین کے ساتھ وحشت ناک سلوک کیا جاتا ہے۔۲۰۰۱ء میں زندہ جلا کر ماردی جانے والی خواتین کی تعداد ایک لاکھ ۶۳ ہزار تھی جو کہ جملہ ہلاکتوں کا ۲فیصد ہیں۔ جبکہ حقیقی تعداد ۶ گنا زیادہ ہوسکتی ہے ۔سرکاری رپورٹ کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد ۱۰۶۰۰۰ ہے، ان میں خواتین کا تناسب ۶۵ فیصد ہے۔

یونان میں مظاهرہ

ایتھنز : یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں ایک پولیس افسر نے ایک مصری کی کافی شاپ میں قرآن پاک کی بے حرمتی اور اس کو پھاڑ کر زمین پر پھینک دیا۔اس کی وجہ سے وہاں کے سیکڑوں مسلمانوں نے یونانی پارلیمنٹ کے باہر احتجاج کیا۔مظاہرین اپنے ہاتھوں میں قرآن پاک کے نسخے اٹھائے ہوئے تھے۔مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ ملوث پولیس اہلکاروں پر مقدمہ چلانے کے علاوہ حکومت اس ناپاک حرکت پر معافی مانگے۔

اوباما کی مشیر باحجاب مسلم خاتون

واشنگٹن :امریکی تاریخ میں پہلی بار وائٹ ہاؤس میں ایک مسلمان خاتون کو مذاہب پر مشاورت کی کونسل کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔ جسے امریکی میڈیا کا ایک حصہ امریکی صدر کے مشیروں میں پہلی حجاب اوڑھنے والی خاتون کی شمولیت کے طور پر دیکھ رہا ہے۔

مصری نژاد امریکی خاتون کا نام دالیہ مجاہد ہے جن کا خاندان تیس برس قبل مصر سے آکر امریکہ میں آباد ہوا تھا۔

ہر روز ایک لاکھ سے زیادہ پناہ گزیں

اسلام آباد۔ پاکستان کے شورش زدہ صوبہ سرحد میں جاری طالبان اور فوج کی لڑائی کے نتیجے میں اندرونی نقل مکانی مسلسل جاری ہے اور چوبیس لاکھ سے زیادہ افراد نقل مکانی کرچکے ہیں۔اقوام متحدہ نے یونیسف کے حوالے سے کہا ہے کہ متاثرین میں نصف آبادی بچوں پر مشتمل ہے جن کی امداد کے لیے یونیسف کو چار کروڑ چودہ لاکھ ڈالر کی فوری ضرورت ہے۔ یونیسف نے خبردار کیا ہے کہ ادارے کے پاس زندگی بچانے والی ادویات ختم ہونے والا ہے۔

جوهری اسلحہ غیر اسلامی ؟

قاهرہ۔ مصر کے اعلی اسلامی رہنما کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے، اور یہ صرف (ڈی۔ ٹرنٹ) یعنی دوسروں کو باز رکھنے کی غرض سے رکھنے چاہیئے مصر کے مفتی علی جمعہ نے کہا ہے کہ اس طرح کے ہتھیاروں کے استعمال سے اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے ، کیونکہ ان سے انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔

مفتی جمعہ نے مزید کیا کہ اسلامی اصولوں کے تحت جوہری ہتھیاروں کا استعمال جائز ہے ،وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جنگ کے دوران بھی شہریوں کو ہلاک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

نظم

چاہے تن من سب جل جائے
سوزدروں پر آنچ نہ آئے
شیشہ ٹوٹے غل مچ جائے
دل ٹوٹے آواز نہ آئے
بحر محبت توبہ توبہ !
تیرا جائے نہ ڈوبا جائے
اے وائے مجبوریٔ انساں
کیا سوچے اور کیا ہوجائے
ہائے وہ نغمہ جس کا مغنی
گاتا جائے روتا جائے
دنیا کا اپنانا ہی کیا !
کانٹے اپنے پھول پرائے
عزت دولت آنی جانی
مل مل جائے چھن چھن جائے
ظرف ہے یہ تو اپنا اپنا
کوئی بگاڑے کوئی بنائے
جس کو ہو کہنی دل کی کہانی
سرتاپا دھڑکن بن جائے
کاش ہمارا فرضِ محبت
عیشِ محبت پر چھا جائے

(حفیظ میرٹھی)

ترانۂ ملی

چین و عرب ہمارا ، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم ، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستانِ اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھکو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ ، تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارضِ پاک! تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تیری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اُس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

علامہ اقبالؒ

محمد شاہ نواز محمدی

IPC کے شب وروز

۷۰ نومسلموں نے عمرہ کیا

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی IPC نے نومسلموں کیلیے اداء عمرہ کا پروگرام رکھا جس میں مختلف زبانوں کے تقریبا ۷۰ نومسلم بھائیوں اور بہنوں نے عمرہ کیا ۔ IPC مرکز رئیسی کے مدیرالشیخ جاسم الصالح بھی نومسلموں کے ہم سفر رہے۔ نومسلموں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مقامات مقدسہ کی زیارت کروایا اور انھیں ان مقامات کی تاریخی حیثیت سے روشناس کرایا۔ دوران سفر نومسلموں کے مابین "سورۃ الاعلی" اور حدیث اغتنم خمسا قبل خمس...... کے حفظ کا مقابلہ رکھا گیا اور الشیخ جاسم الصالح نے مشارکین کو انعامات سے نوازا۔

IPC میں سعودی اور عمارات کا وفد

سعودی اور امارات کے ۱۷ VIP شخصیات نے IPC مرکز رئیسی کی زیارت کی، مدیر شئون الدعویۃ شیخ جمال شطی اور میڈیا کے ڈائرکٹر شیخ عبداللہ الصالح نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور IPC کے دعوتی پروگرام، نومسلموں کے طریقۂ تعلیم وتربیت نیز IPC کی کارکردگی کا مختصر تعارف پیش کیا جس سے VIP شخصیات کافی متاثر ہوے اور IPC کے طرزعمل اور دعوتی واصلاحی پروگراموں کو خوب سراہا

سمر کیمپ

اسلامی ایجوکیشن کمیٹی کویت نے لجنۃ التعریف بالاسلام فرع خیطان کے تعاون سے Building Confidence & Learning کے عنوان سے سمرکیمپ کا آغاز ۱۶ جون سے کیا ہے، جو کہ ۱۴ اگست تک جاری رہے گا۔ ہر منگل، بدھ اور جمعرات شام ۵ تا ۸ بجے اسکی کلاسس چلیں گی۔ مزید تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل موبایل پر رابطہ کریں۔

66607194, 66246083
66686403, 99094725

لجنۃ التعریف بالاسلام میں تقسیم انعامات

مورخہ ۲۴ مئی بروز اتوار بعد نماز عشاء لجنۃ التعریف بالاسلام فرع خیطان کے زیر اہتمام "مدرسہ تعلیم القرآن" کے طلبہ کی تکریم وحوصلہ افزائی کے لیے انعامات کی تقسیم کا پروگرام رکھا گیا۔ جس میں شیخ ابو نایف سعود التمیمی مہمان خصوصی رہے موصوف نے اپنے خطاب میں کہا کہ، اللہ تعالی کا فضل وکرم اور رحمت واحسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو قرآن جیسی بیش بہا نعمت سے نوازا جو کہ ایک معجزہ ہے۔ مسلمانوں کی دنیوی واخروی فلاح وبہبود کی ضمانت اسی پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ ہم بھی اسے سیکھیں اور اس کے نور سے اپنے اولاد کے دلوں کو منور کریں۔ مولانا محمد کمال صاحب نے اپنے صدارتی کلام میں IPC اور مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرتے ہوے کہا "کہ ہم اس سے استفادہ کریں اور اپنے دوست واحباب نیز پڑوسیوں کو بھی قرآن کی تعلیم کی طرف رغبت دلائیں"۔ پھر مہمان خصوصی ابو نایف سعود التمیمی کے ہاتھوں سے امتحان میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔ (رپورٹ۔ محمد اطہر مخدوم)

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت
اردو مجلّہ ہے۔ اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates
Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

contact:
email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No: 22444117 ext.104, 97257389